میاؤ میاؤ

VERNACULAR LIBRARY
ISLAMIA HIGH SCHOOL,
Subject
No.

مصنفہ

شیخ نور الٰہی ایم۔اے۔ آئی۔ای۔ایس
انسپکٹر سکولز ملتان ڈویژن۔ ملتان

سنہ ۱۹۲۴ء

دفتر اخبار پھول
دار الاشاعت پنجاب۔ لاہور

میاؤ۔میاؤ

بہن بھائی کی گفتگو

زبیدہ ۔ کیوں بھائی! آج سویرے ہی سے لیٹ گئے ؟

سعید ۔ آپا ! آج ہاکی کھیلنے میں چوٹ لگ گئی ۔ ٹانگ دُکھ رہی ہے ٭

زبیدہ ۔ تمہیں بھی تو نگوڑے ایسے ہی

کھیلوں کا شوق ہے - اب چوٹ لگی
ہے - تو حوصلہ کرو - مرد بنو *

سعید - تو میں کیا عورت بن رہا ہوں -
ہائے یا اُوئی تو میری زبان سے ایک
دفعہ بھی نہیں نکلا - پھر نہیں معلوم
عورت کیسے ہوگیا *

زبیدہ - جی ہاں - عورتیں ہائے -
اوئی ہی تو کرتی رہتی ہیں -
اب کل آلو چھیلتے ہیں میرا ہاتھ
کٹ گیا - میرے مُنہ سے تو اُف تک
بھی نہ نکلی *

سعید - تو آخر بہن کس کی ہو - سعید
شیر جنگ بہادر کی *

زبیدہ - مگر یہ شیر جنگ بہادر ٹانگ
کو لے کر سرِ شام ہی چارپائی پر کیوں

پڑ گئے ؟ شبیر تو کہتے ہیں۔ رات کے
وقت کچھار سے باہر نکلتا ہے ؞

سعید - ہاں - اگر بھوکا ہو - اور شکار
کی ضرورت ہو - مادہ ولت اپنا پیٹ
بھر چکے ہیں ؞

زبیدہ - تو اچھا - اب چنگھاڑئے یعنی
کہانی سُنائیے ؞

سعید - خوب - مجھے معلوم ہوتا - کہ
آپ کی تمام باتوں کا ماحصل یہی ہے -
تو چُپکا ہی رہتا ؞

مسعود بھی آ موجود ہوا اور بولا :-
بھائی جان - کیا کر رہے ہو ؟

سعید - حضرت ! آپ دیکھتے نہیں - لیٹا
ہوا ہوں ؟

مسعود - میں پوچھتا ہوں - آپ اور آپا

باتیں کیا کر رہے ہیں ؟

زبیدہ۔ مسعود۔ تمہارے بھائی جان کہانی کہنے لگے ہیں۔ تم بھی سنوگے ؟

مسعود۔ ہاں آپا! سنونگا ۔

سعید۔ اچھا۔ تو آپ بیٹھ جائیں۔اور ایک بات یاد رکھیں۔ اگر آپ نے سوالوں کی بوچھاڑ کی۔ تو میں کہانی کہنی بند کردونگا ۔

مسعود۔ اچھا۔ مگر بھائی جان۔ جو بات میری سمجھ میں نہیں آئیگی۔ وہ میں ضرور پوچھونگا ۔

زبیدہ۔ ہاں بھائی! خوشی سے پوچھنا۔ اگر بھائی جان جواب نہ دینگے۔تو میں بتاؤنگی ۔

مسعود۔ اچھا۔بھائی جان اب کہانی

کہو:

سعید - اچھّا - سنو :-

کہانی

ماؤ اور مانو کی محبّت

ایک تھی بُڑھیا - اس کے پاس تھی ایک بلّی - بُڑھیا بلّی کو کہتی مانو - اور بلّی بُڑھیا کو کہتی ماؤ یعنی اماں - مانو ماؤ ہی کے پاس سوتی - اُسی کے ہاتھ سے کھانا کھاتی - اور دن کو بھی اُسی کی گود میں بیٹھی رہتی - ماؤ بھی اُسے ہی دیکھکر جیتی - اگر پل بھر کو بھی آنکھوں سے اوجھل ہو جاتی - تو مانو - مانو کہہ کر محلّہ

بھر کا دم ناک میں کر دیتی ÷

بُڑھیا تھی بہت غریب - دن بھر چکّی چلاتی - تو صبح شام سوکھا ٹکڑا کھاتی ÷

مسعود - بھائی جان! مجھے تو بڑا رحم آتا ہے - بُڑھیا کے ہاتھ تھک جاتے ہونگے ؟

زبیدہ - ہاں تھکتے تو ہونگے ہی ÷

مسعود - تو آپا! لوگ اُس سے چکّی کیوں پسواتے تھے - یہ تو بڑا ظلم ہے ÷

زبیدہ - ہاں - ظلم تو ہے ہی - لیکن تم بتاؤ - کیا کرتے ؟

مسعود - بغیر چکّی پسوائے اُسے روٹی دے دیتے - میں وہاں ہوتا - تو اپنی روٹی اُسے دے آتا ÷

زبیدہ - (منہ چوم کر) - تم تو بڑے ہی

پیارے لڑکے ہو۔ خدا کرے بڑے ہو کر
بھی یہی خیال رہیں ⁛
مسعود۔ آپا! بڑھیا بھیک کیوں نہیں
مانگ لیتی تھی ؟
زبیدہ۔ بھیک مانگنا تو بڑا عیب ہے⁛
ہاں بھائی سعید! تم کہانی کہے جاؤ ⁛
سعید۔ بجا ہے۔ یعنی تکیئے اور لحاف کو
کہانی سناؤں۔ کیوں حضرت مسعود! آپ
کے سوالات ختم ہوئے ؟
مسعود۔ ہاں بھائی جان۔ پھر ؟
سعید۔ اچھا۔ ہاں تو بڑھیا بہت
غریب تھی۔ دن بھر چکّی چلاتی۔ شام
کو پاؤ بھر آٹا اُسے دو چپاتیوں کے
لئے مِل جاتا۔ اس میں سے کچھ تو وہ
آپ کھاتی۔ اور کچھ بی مانو کو کھلاتی۔

بی مانو وہ سوکھا ٹکڑا کھا کر بھی بہت خوش ہوتیں۔ اور خُرخُر کر کے ماؤں کی گود میں گھُس جائیں

مسعود۔ تو بھائی جان! مانو کو چوہیاں نہیں ملتی تھیں؟

سعید۔ قبلہ۔ اس طرح کہانی ہو چکی۔ ابھی "دِن بھر چکی چلاتی" سے آگے نہیں بڑھا اور ایک درجن سوال ہو گئے۔

مسعود۔ اچھّا آپا! تم بتاؤ۔

زبیدہ۔ بھائی۔ غریب کی جھونپڑی میں چوہیا کہاں۔ چوہیا بھی وہیں ہوتی ہے۔ جہاں اُسے کھانے کو ملے۔

مسعود۔ اچھّا بھائی جان! پھر؟

سعید۔ پھر آپ کے سوالات شروع ہو جائیں گے۔

زبیدہ - بھائی سعید! یہ ٹھیک نہیں ۔
مسعود - اچھا - بھائی جان پھر؟

مانو کی نواب موش کش سے ملاقات

سعید - ہاں - تو ایک روز کیا ہوُا - کہ بی مانو گھر سے باہر نکلیں - گلی میں ایک چوہیا پھر رہی تھی - اُس نے جو انہیں دیکھا تو بھاگی - بی مانو بھی اس کے پیچھے دوڑیں - وہ بھاگ کر ایک بِل میں گھس گئی - یہ اب بل کے پاس بیٹھ گئیں - اتنے میں ایک موٹا تازہ بلاؤ آتا دکھائی دیا - اُس کے بال شیشے کی طرح چمک رہے تھے - اور مُنہ بھی بہت صاف تھا - مونچھیں بھی لمبی لمبی تھیں - صورت ہی سے پتہ چلتا

تھا۔ کہ کسی امیر گھرانے کا بلاؤ ہے ÷
جب وہ قریب آیا۔ تو بی مانو آہستہ
سے بولیں - ماؤں۔ یعنی سلام +
اُس نے پہلے تو گھور کے دیکھا۔
اور پھر بولا - میاؤُ - یعنی تم نے مجھے
کیوں بلایا ÷
مانو غریب ڈر گئی بولی میں نے تو سلام کیا ہے۔
بھلا غریبوں کی کیا مجال ہے جو امیروں کو بلائیں ÷
بلاؤ - بڑے غرور سے - اچھا۔
علیکمُ سلام - یہ کہ کر وہ چل دیا -
تھوڑی دُور جا کر خدا جانے کیا خیال
آیا - پھر واپس آیا - اور مانو سے کہنے
لگا - تمہارا کیا نام ہے ؟
مانو بولی - مجھے مانو کہتے ہیں + کچھ دیر
ٹھیر کر پھر کہنے لگی - میں جناب کا

نام پوچھ سکتی ہوں ؟

بلاؤ- ہمارا نام ہے نوّاب موش کُش ۔

مانو- جناب نوّاب صاحب! آپ کہاں کے نواب ہیں ؟

نوّاب - ہم اِس مُلک کے بادشاہ کا دایاں بازو ہیں ۔

مانو- نوّاب صاحب میں آپ کی بات نہیں سمجھی - کیا بادشاہ سلامت کا دایاں بازو کٹ گیا ہے ؟

نوّاب - مُسکرا کر - یعنی تمام دانت باہر نکال کر - تم نہایت بے وقوف ہو- دایاں بازو سے مراد ہے - بڑا معاون یا مددگار ۔

مانو- اوہو - تو آپ بادشاہ سلامت کے وزیر ہیں ۔

نواب - نہیں ہم وزیر نہیں - وزیر ایک بوڑھا سا انسان ہے ٭

مانو - تو پھر آپ بادشاہ کا دایاں بازو کیسے ہوئے ؟

نواب - ہم بادشاہ کے باورچی خانہ کی رکھوالی کرتے ہیں ٭

مانو - وہ کیسے ؟

نواب - ہم کسی چوہے چوہیا کو وہاں گھسنے نہیں دیتے ٭

مانو - کیسی معمولی سی بات کو آپ نے اتنا پھیر دے کر ظاہر کیا ہے ٭

نواب کو یہ بات بُری لگی - اور بولا - میاؤں ٭

مانو - ڈر کر - معاف کریں - میری یہ مُراد نہ تھی ٭

نوّاب موش کُش کا مانو کو نوکری کے لئے کہنا

نوّاب - اچھا ہم تم سے یہ پوچھتے ہیں - تم ہماری نوکری کروگی ؟

مانو - سوچ میں پڑ گئی - پھر بولی کام کیا ہوگا ؟

نواب - بس یہی چوہوں کو باورچی خانہ میں داخل ہونے سے روکنا ۔

مانو - یہ کام تو حضور کے سپرد ہے - میں پھر کیا کرونگی ؟

نوّاب - بیوقوف - ہم یہ کام خود تھوڑا ہی کرتے ہیں - کام تو پہرہ دار کرتے ہیں - ہم تو صرف دیکھ بھال

کر لیتے ہیں ۔

مانو۔ دیکھ بھال کس بات کی ؟

نواب۔ بس یہی کہ پہرہ دار صاف ستھرے رہیں۔ وقت پہ پہرے پر موجود ہوں ۔

مانو۔ آپ کو تنخواہ کیا ملتی ہے ؟

نواب۔ بادشاہ اپنے ساتھ دستر خوان پر کھانا کھلاتے ہیں۔ اور پھر تمام باورچی خانہ ہمارے قبضے میں ہے ۔

مانو۔ اور پہرہ داروں یعنی کام کرنے والوں کو ؟

نواب۔ انہیں بس ایک وقت چھیچھڑے اُبال کر دے دئے جاتے ہیں ۔

مانو۔ یہ تو بڑی ناانصافی ہے۔ کام کرنے والوں کو تو اُبلے ہوئے چھیچھڑے اور آپ کو بادشاہ سلامت ساتھ بٹھا کر

کھلاتے ہیں ٭

نوّاب - غرّا کر - میاؤں ٭

مانو - نہیں نوّاب صاحب! گستاخی ہوئی - معاف کریں ٭

نوّاب - اچھا - بتاؤ - تم ہماری نوکری کروگی؟ ہم تمہیں اپنا نائب بنائینگے - ایسی صورت میں تمہیں بھی بریانی - متنجن - کباب - فیرنی - بالائی وغیرہ کھانے کو ملے گی +

مانو کے دل میں لالچ کا پیدا ہونا

ان کھانوں کے نام سُن کر بی مانو کے منہ میں بھی پانی بھر آیا - سوچنے لگیں - اِس سُوکھے ٹکڑے نے تو ہڈیاں نکال دیں - آؤ - چند روز زندگی کی بہاریں بھی لُوٹیں - بولیں - نوّاب صاحب! میں آپ

کی ممنون ہوں - مگر فوراً ہی ماؤ کا
خیال آ گیا - دل میں کہنے لگیں ماؤ میرے
بغیر کیا کریگی - بہتر ہے پہلے اُس سے
پوچھ لوں - یہ سوچ کر پھر بولیں :-
نوّاب صاحب ! میں آپ کی ممنون ہوں
لیکن اپنی ماؤ سے پوچھ لوں ٭
نوّاب - اچھا کل ہم کو پھر اسی جگہ
ملو - اور بتاؤ - کہ تمہارا کیا فیصلہ ہے -
ہم تمہاری خاطر اس آسامی کو ایک روز
کے لئے خالی رکھیں گے ٭

مانو نے جُھک کر سلام کیا - نوّاب
صاحب آگے چلے گئے ٭

نوّاب صاحب کے جانے کے بعد مانو
دوڑی دوڑی گھر آئی - ماؤ بیٹھی اپنے
پھٹے ہوئے کرُتے میں ٹانکے بھر رہی

تھی۔ یہ آکر اُس کی گود میں بیٹھ گئی۔ اور خُرخُر کرنے لگی ٭

ماؤ نے سر پر ہاتھ پھیرا۔ انہوں نے دُم اونچی کر دی۔ اور زور زور سے خُرخُر کرنے لگیں ٭

پھر بولیں۔ ماؤ۔ ماؤ:۔

ماؤ۔ کیوں مانو۔ کیا بات ہے؟

مانو نے نوّاب موش کُش سے ملنے کا قصّہ بتایا۔ ماؤ سُن کر کچھ سوچ میں پڑ گئی۔ پھر بولی ٭

ماؤ کا مانو کو نصیحت کرنا

بیٹی مانو! یہ سچ ہے۔ کہ تمہیں میرے پاس تکلیف ضرور ہے۔ کھانے کو سوکھے ٹکڑے ملتے ہیں۔ اور وہ بھی آج ہیں۔

توکل نہیں - لیکن خدا جانے بادشاہ
کے ہاں کس مصیبت کا سامنا ہو ۔
مانو - مصیبت کیا ہوگی - اچھّا اچھّا
کھانے کو ملیگا - تم نے نوّاب صاحب
کو نہیں دیکھا - اوہو - ایسے موٹے تازے
ہو رہے ہیں - کہ مجھ جیسی اُن میں
سے چار بنیں ۔

ماؤ - بیٹی! اوّل تو مجھے یقین نہیں آتا -
کہ بادشاہ سلامت اُسے اپنے ساتھ
دستر خوان پر بٹھاتے ہوں - میرا تو
خیال ہے - کہ چوری چکاری سے تمہارا
نوّاب اپنا پیٹ پالتا ہوگا - اور چوری
میں تم جانو - کہتے نہیں ہیں -
سو دن چور کی تو ایک دن سادہ
کی یعنی ایک نہ ایک روز چور ضرور

پکڑا جاتا ہے۔ اور اپنے کئے کی سزا پاتا ہے ۔

مانو۔ ماؤ! میرا اچھّے اچھّے کھانوں کو بہت جی چاہتا ہے ۔

ماؤ۔ بیٹی۔ اچھے اچھے کھانوں کو کس کا جی نہیں چاہتا۔ لیکن قناعت کی سوکھی بے صبری اور لالچ کے تر نوالے سے اچھی ہے۔ تم نے لالچی بنئے کا قصّہ نہیں سُنا۔ جس نے لالچ کی وجہ سے ٹانگ کٹوائی ۔

مانو۔ اچھی ماؤ۔ سناؤ تو وہ کیا قصّہ ہے ۔

ماؤ۔ سُنو ۔

بنئے کا لالچ کی وجہ سے نقصان اُٹھانا

ایک جنگل میں ایک شیر رہتا تھا۔ وہ جب بُڈھا ہوگیا۔ تو اُس سے اچھی طرح دوڑا نہ جاتا تھا۔ اب ہرن۔ گیدڑ وغیرہ اُسے دیکھ کر مُنہ چڑاتے۔ جب وہ اُن کی طرف لپکتا۔ تو وہ بھاگ جاتے۔ یہ غریب اپنا سا مُنہ لیکر رہ جاتا۔ آخر بُھوک کے مارے بُرا حال ہونے لگا۔ اب اُس نے کیا کیا۔ جانوروں کو دھوکے سے پکڑنا چاہا۔ چنانچہ ایک مالا لے کر ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا۔ اور رام رام کرنے لگا۔ ایک لومڑی نے اِسے بیٹھے دیکھا۔ اور پاس آکر بولی:۔

کیوں مہاراج! کیا کر رہے ہو؟

شیر۔ رام ۔ رام ۔ رام ۔ رام ۔ رام ۔ رام ۔
رام ÷

لومڑی۔ مہاراج یہ رام رام تو ٹھیک ہے۔
مگر میں پوچھتی ہوں ۔ اس رام رام سے
غرض کیا ہے ؟

شیر۔ غرض کیا ہونی ہے ۔ بس پر میشور
کو یاد کر رہا ہوں ۔ رام ۔ رام رام ÷

لومڑی۔ مہاراج! پرمیشور کی یاد سے بھوجن
تو نہیں ملیگا ÷

شیر۔ بیٹی ۔ ہم تو اب برت رکھتے ہیں۔
ہمیں بھوجن سے کیا کام ۔
آؤ۔ ہمارے پاس آؤ۔ تمہاری باتیں
ہمیں اچھی معلوم ہوتی ہیں ÷

لومڑی۔ قہقہہ لگا کر۔ حضرت! یہ چکمے کسی
اَور کو دیجئے گا۔ میری ایک بات یاد

رکھئے - وہ یہ کہ آپ کی رام رام سے
کوئی انسان دھوکے میں آ جائے - تو
آ جائے - لیکن کوئی جانور قابو میں
نہیں آنیکا - اس لئے یہاں سے بوریا
بستر اُٹھائیے - اور کسی ندّی کے
کنارے جاکر آسن جمائیے ؛

شیر غرّا کر اُٹھا - مگر لومڑی ہوا
ہو گئی - شیر دن بھر وہاں بیٹھا رہا -
مگر جانور دُور ہی سے دیکھ کر مُنہ
چڑاتے - یہ غرّا کر اُٹھتا - تو بھاگ
جاتے ؛

دوسرے روز شیر نے یہی کیا -
ایک ندّی کے کنارے جا بیٹھا - اور
مالا پھرانے لگا - پاس ہی اُس نے ایک
سونے کا کڑا رکھ لیا - دوپہر کے قریب

ایک بنئے کا ادھر سے گزر ہؤا۔ شیر کے پاس سونے کا کڑا پڑا دیکھ کر اُس کے مُنہ میں پانی بھر آیا۔ اور وہیں کھڑا ہوگیا۔ کچھ دیر بعد بولا :-

کیوں سنگھ جی! کیا کر رہے ہو ؟

شیر (زور زور سے) رام - رام - رام رام ٭

بنیا - اوہو - آپ تو بڑے ہی بھگت ہیں - مگر یہ سونے کا کڑا آپ نے کس لئے پاس رکھ چھوڑا ہے ؟

شیر - رام رام - خیرات کے لئے - رام رام ٭

بنیا - مہاراج! میں بہت ہی غریب ہوں - مجھے دیدیجئے ٭

شیر - رام رام - رام - رام - اچھا تم

ہمارے پاس آؤ۔ رام رام۔ رام رام ٭

بنیا۔ کچھ سوچ کر۔ مہاراج! آپ مجھے کھا تو نہیں جائیں گے۔ مجھے آپ سے ڈر لگتا ہے ٭

شیر نے کچھ جواب نہ دیا۔ اور زور زور سے رام رام۔ رام رام کہنے لگا ٭

بنیا کچھ دیر تو سوچتا رہا۔ پھر شیر کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا ٭

شیر۔ رام رام رام۔ بیٹھ جاؤ۔ رام رام رام ٭

بنیا۔ مہاراج! میں یہ کڑا لے لوں ؟

شیر۔ رام رام رام رام۔ ہاں لے لو۔ رام رام رام رام ٭

بنیا بیٹھ گیا۔ اور کڑے کو اُٹھانے لگا۔ شیر نے کود کر دبوچ لیا ٭

بنیا- چلاّیا- ہائے مر گیا- ہائے مر گیا۔ کچھ لوگ قریب ہی ندّی سے پانی بھر رہے تھے- آواز سُن کر دَوڑے آئے- شیر انہیں دیکھ کر بھاگ گیا۔ بنیئے کی جان تو بچ گئی- لیکن ہمیشہ کے لئے لنگڑا ہوگیا- سو مانو مجھے ڈر ہے- کہ تو بھی کہیں اس لالچ کی وجہ سے نقصان نہ اُٹھائے۔

مانو کچھ دیر تو چپکی بیٹھی رہی- پھر آپ ہی آپ کہنے لگی- اُف یہ سُوکھے ٹکڑے کھاتے کھاتے تو بھوک مر گئی۔

ماؤ کی اپنی کہانی

ماؤ- بیٹی- میرا کہا مان- لالچ نہ کر- اگر نہیں- تو میری طرف دیکھ- میں بھی اگر

چاہتی - تو آج کو رانی ہوتی - لیکن میں سچ کہتی ہوں - جو اس خودداری اور عزّت کے سُوکھے ٹکڑے میں مزہ ہے - وہ غلامی اور ذلّت کے کوفتہ اور پلاؤ میں نہیں ۔

مانو - ماؤُ - بتاؤُ تو تم کیسے رانی ہوئیں ؟

ماؤُ - بیٹی - تُو نے مجھے جوانی میں نہیں دیکھا - میں بڑی ہی خوبصورت تھی - بھونرے سے تو کالے بال تھے - کنول کی سی آنکھیں تھیں - اور میرے گال جو اب جھرّیوں سے ایک ہل چلا کھیت بن رہے ہیں - قندھاری سیب کو شرماتے تھے ۔

مانو - تو ماؤُ تمہاری لمبی لمبی مونچھیں بھی ہونگی ؟

ماؤ - ہنس کر - نہیں ہم ہیں عورتوں کی مونچھیں نہیں ہوتیں ؛

مانو - اپنی مونچھوں کو اکڑا کر - تو بس پھر تم بھلا کیا خوبصورت ہوگی - اچھا تمہاری آنکھیں اندھیرے میں چمکتی تو ضرور ہونگی ؟

ماؤ - ہاں - چمکتی تو تھیں - لیکن تمہاری آنکھوں کی طرح اندھیرے میں نہیں ؛

مانو - اچھا تو پھر ؟

ماؤ - ہاں - تو میں بڑی ہی خوبصورت تھی - میرے ابا نے - خدا اُنہیں بخشے - ایک سپاہی کے ساتھ میری شادی کر دی - وہ یوں تو غریب تھے - لیکن بڑے ہی شریف - اور سجیلے جوان تھے - اور مجھ سے بہت محبت کرتے تھے -

مجھے بھی اُن سے بڑی محبّت تھی ۔
ہم دونوں میاں بیوی بڑے مزے سے
زندگی بسر کرتے تھے۔ لیکن تم جانو۔
دنیا میں سدا خوشی نہیں نہ سدا غم۔
قسمت میں جو لکھا ہے وہ ہوکر رہتا
ہے۔ ریاست کے نواب نے کسی سے
میری خوبصورتی کا ذکر سُنا۔ اور میرے
میاں کو بُلا کر کہا۔ کہ تم ہم سے پانچ
ہزار روپیہ لے لو۔ اور اپنی بیوی ہمیں
دیدو۔ میرے میاں۔ خدا جنّت نصیب
کرے ✤ بُڑھیا یہ کہ کر رونے لگی ✤

مانو بھی آنکھوں میں آنسو بھر لائی۔
اور بولی۔ پیاری ماؤ۔ روؤ نہیں ✤
ماؤ نے آنسو پونچھے۔ اور بولی :۔

ہاں بیٹی۔ تو وہ ایک تو مجھے بہت

پیار کرتے تھے۔ دوسرے تھے بڑے ہی بہادر اور غیرتمند۔ بس نوّاب کا یہ کہنا تھا۔ کہ جھٹ تلوار نکال کر کھڑے ہو گئے۔ اور بولے:-

پھر ایسی بات مُنہ سے نکالی۔ تو سر کاٹ دونگا +

نوّاب کو خود تو حوصلہ نہ ہوُا۔ کہ مقابلہ کرے۔ اپنے نوکروں کو اشارہ کیا۔ وہ سب لپٹ گئے۔ یہ ایک وہ بیس آخر بُری طرح زخمی ہوئے۔ نوّاب نے اُٹھوا کر گھر پہنچوا دیا۔ مَیں نے جو اُنہیں اس حالت میں دیکھا۔ تو دنیا آنکھوں میں اندھیر ہوگئی۔ مَیں نے زخم دھوئے۔ حکیم جی کو بُلوایا۔ کوئی مہینہ بھر علاج ہوتا رہا۔ لیکن آئی کو

کون روک سکتا ہے۔ رجب کے چاند
مجھے لاوارث چھوڑ کر جنّت کو سدھارے۔
بُڑھیا پھر رونے لگی۔

مالو اُٹھ کر گود میں جا بیٹھی۔ اور
خُرخُر کرنے لگی۔

ماؤ نے سر پر ہاتھ پھیرا۔ پھر آنسو
پونچھ کر بولی :-

ہاں۔ تو اُن کے مرنے نے مجھے ٹکڑوں
کو محتاج کر دیا۔ میں اب یہ کرتی۔
کہ محلّے سے سلائی لے آتی۔ دن بھر
ٹانکے لگاتی۔ دو چار آنے مل جاتے۔
اُس سے پیٹ بھی بھرتی۔ اور تن
بھی ڈھانکتی۔

نوّاب۔ خدا اُسے غارت کرے۔ میرے
پیچھے لگا ہی ہُوا تھا۔ اُس بہشتی کی

ابھی چھ ماہی بھی نہ ہوئی تھی - کہ مجھے ایک لونڈی کے ہاتھ شادی کا پیغام بھیجا ٭

اس پیغام کو سُن کر میرے تن بدن میں آگ لگ گئی - خدا جانے میں نے غصّے میں اُس لونڈی کو کیا کچھ کہہ دیا - وہ غریب چُپ چاپ سنتی رہی - جب میرا غصہ کچھ ٹھنڈا ہُوا - تو بولی :-

بیوی بھلا یہ کونسی غصّے کی بات تھی - جو تم لال انگارا ہوگئیں - آخر بیوائیں شادی نہیں کرتیں - اور پھر اپنی اس وقت کی حالت کو دیکھو - مجھے تو دیکھکر رونا آتا ہے - نواب کوئی بُری بات تو نہیں کہتا - یہی کہتا ہے نا - آؤ راکھ پر سے اٹھا کر تخت پر بٹھادوں - فقیری کاسہ ہاتھ سے چھڑا کر رانی بنادوں ٭

مجھے تو رہ رہ کر وہ جنّتی یاد آتا تھا۔ لونڈی کی ہر بات دُکھے ہوئے دل کو ٹھیس لگاتی تھی۔ میں نے کہا:۔

اپنے مونڈی کاٹے نوّاب سے کہنا۔ کہ یہ بھی کوئی نورجہاں سمجھا ہے۔ جو دو دن کے آرام کی خاطر اپنی غیرت کی آنکھیں موند لیگی؟

لونڈی یہ سُن کر کچھ اَوْر کہنے لگی۔ مجھے تاب نہ رہی۔ اور میں نے اُٹھ کر چوٹی پکڑ دروازے سے باہر نکال دیا؟

اس پر مانو بولی۔ میاؤں

ماؤ "میاؤں" سے کچھ چونکی۔ دیکھا تو غریب مانو کی دُم ہاتھ میں پکڑے مروڑ رہی ہے۔ کچھ شرمندہ سی ہوگئی۔ بولی:۔

بیٹی معاف کرنا - مجھے اِس واقعے کی یاد سے پھر غصہ آ گیا تھا +

مانو - نہیں ماؤ - کوئی بات نہیں +

میں سمجھی - تم مجھ سے خفا ہو گئیں - اچھا ماؤ یہ نور جہاں کون تھی ؟

ماؤ - بیٹی ! تو نے اکبر بادشاہ کا نام تو سُنا ہی ہو گا +

کُتّوں اور بلّیوں کی لڑائی

مانو - نہیں - میں نے تو نہیں سُنا - مجھے تو نانی اماں نے صرف ایک بادشاہ کا نام بتایا تھا - اُسے صف شکن کہتے تھے - وہ کہتی تھیں - یہ بادشاہ بڑا ہی بہادر تھا - کُتّے کے برابر تو اس کا قد تھا - پنجے ایسے تیز تھے - کہ پتّھر میں چھید کرتے

تھے۔ رنگ آبنوس کی طرح سیاہ تھا۔ دنیا کے تمام بلّے بلّیاں اس سے ڈرتی تھیں۔ یہانتک کہ کتّے بھی اُسے دیکھ کر دُم ٹانگوں میں دبا لیتے تھے۔ نانی اماں کہتی تھیں۔ کہ اس نے کتّوں کو ایک لڑائی میں شکست دی تھی۔ تم سنو تو سناؤں ؛

ماؤ۔ ہاں بیٹی۔ سناؤ ؛

مانو۔ ہاں تو ایک دفعہ کیا ہؤا۔ کتّوں کے بادشاہ نے جسے اس کی رعایا گُربہ کُش کہتی تھی۔ دو ایک بلّیوں کے بچّوں کو پکڑ کر کھا لیا ؛

بلّیاں روتی ہوئی صف شکن کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اور فریاد کرنے لگیں۔ بادشاہ نے پوچھا کیا بات ہے۔ اُنہوں نے اپنے بچّوں کا قصہ بیان کیا۔ بس

سنتے ہی بادشاہ کی مونچھیں اگنی کی رسی کی طرح تن گئیں۔ جسم کے بال کھڑے ہو گئے۔ پیٹھ اونٹ کی طرح اونچی ہو گئی۔ دُم سیدھی ہو گئی۔ اور آنکھیں انگاروں کی طرح چمکنے لگیں۔ بادشاہ زور سے بولے۔ میاؤں۔ یہ سُن کر تمام درباری تھرّا گئے۔ بادشاہ نے اپنے جرنیل کو حکم دیا۔ کہ فوج آراستہ ہو۔ اور کُتّوں کو چھ گھنٹے کا الٹی میٹم دے دیا جائے۔

الٹی میٹم جب کُتّوں کے پاس پہنچا۔ تو وہ گھبرا گئے۔ اُن کا بادشاہ بولا۔ ہم لڑینگے۔ لیکن وزیر نے کہا۔ حضور بلّیوں کی ایک تو فوج بہت کثیر ہے۔ دوسرے بے قاعدہ جانگلی۔ بھیڑیوں سے بھی زیادہ

تند خو ہیں - اُن کا ہم کیسے مقابلہ کر سکیں گے ✦

بادشاہ نے کہا - تو پھر کیا کِیا جائے؟

وزیر- حضور آپ انہیں کوئی ہرجانہ ادا کردیں ✦

بادشاہ- اچھا تو ہرجانے میں دو ہرن جو ہم نے کل شکار کئے تھے - صف شکن کو بھیج دئے جائیں ✦

جب وہ ہرن ہمارے بادشاہ کے سامنے لائے گئے - تو وہ بہت ناراض ہوئے - اور بولے گربہ کُش ہمیں بھی راشی سمجھا ہے - اُس سے کہدو کہ اس نے ہماری رعایا کو تکلیف دی ہے - اگر وہ اپنے آپ کو ہمارے حوالے کردے - تو خیر- ورنہ لڑائی کے لئے تیار ہو جائے ✦

ایلچیوں نے گربہ کش سے جا کر یہی کہدیا۔ اب تو وزیر بھی بولا۔ حضور اب لڑے بغیر چارہ نہیں۔ لیکن آپ نے ناحق بھڑوں کے چھتے کو چھیڑا۔ خدا ہی خیر کرے +

خیر دونوں طرف سے فوجیں جمع ہوئیں۔ اور گربہ کوٹ کے میدان میں ایک دوسرے کے سامنے آ کھڑی ہوئیں +

نانی اماں کہتی تھیں۔ ہماری کوئی دس ہزار فوج ہوگی۔ کُتّوں کی بھی تعداد کچھ کم نہ تھی۔ مگر خدا جانے چہروں پر کیوں ہوائیاں اُڑ رہی تھیں +

ہمارے ہراول میں دو ہزار جنگلی بلیاں تھیں۔ اُنہوں نے آتے ہی زور سے میاؤں میاؤں کا شور مچایا +

کُتّے پہلے تو بولے بھوں - بھوں -
مگر پھر یکدم ہی چُپ ہو گئے +

اس کے بعد گربہ کُش کا وزیر جس کی
شکل بھیڑئیے کی سی تھی - باہر نکلا - اور
بولا - اے بلّیو - ہمارے بادشاہ سلامت
نے واقعی دو بلّیوں کے بچّوں کو مارا
ہے - اور وہ تم سے معافی مانگتے ہیں -
اور جو ہرجانہ تم مقرر کرو - دینے کو تیار
ہیں - اس پر صف شکن آگے بڑھ کر
بولا - ہم ظالموں کو جو بچّوں پر بھی رحم
نہیں کرتے - بغیر سزا دئے نہیں چھوڑ
سکتے - تم اپنے بادشاہ سے کہ دو کہ وہ
لڑنے مرنے کو تیار ہو جائے +

وزیر پھر اپنے بادشاہ کے پاس چلا
گیا - تھوڑی دیر بعد پھر آیا - اور بولا -

ہمارے بادشاہ سلامت کہتے ہیں۔ کہ اگر بغیر لڑے فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ تو میں اکیلا صف شکن سے لڑونگا ٭

اس پر تمام بلّیاں بول اُٹھیں۔ نہیں ہم سب لڑینگے ٭

صف شکن بولے۔ نہیں۔ میں اکیلا لڑونگا۔ جو بادشاہ یا حاکم اپنی رعایا کے لئے جان دینے یا تکلیف اٹھانے کو تیار نہیں وہ حکومت کے لائق نہیں ٭

یہ کہکر صف شکن میدان میں کود پڑا۔ اُدھر سے گربہ کُش بھی باہر نکلا۔ کُتّا کاہے کو تھا۔ بچھ تھا۔ نانی امّاں کہتی تھیں۔ موئے کو دیکھے سے ڈر لگتا تھا۔ تمام بلّیاں یا تو مُنہ اُٹھائے میاؤں میاؤں کر رہی تھیں۔ یا

جھٹ سجدہ میں گر گئیں۔ اور خدا سے دعا مانگنے لگیں۔ کہ اللہ میاں ۔ ہمارے بادشاہ کو بچائیو گربہ کُش ایک دفعہ ہی منہ کھول کر صف شکن کی طرف لپکا۔ جب قریب پہنچا۔ تو صف شکن اُچھل کر ایک طرف ہوگیا۔ مگر ساتھ ہی اس زور سے پنجہ مارا۔ کہ میاں گربہ کش کے مُنہ سے بے ساختہ" نکلا۔ چیوں چیوں۔ لیکن بجائے بھاگنے کے وہ مُڑ کر پھر صف شکن پر آن پڑا۔ اب دونوں گتھم گتھا ہو گئے۔ کبھی صف شکن اوپر ہوتا تھا۔ اور کبھی گربہ کُش۔ صف شکن کے پنجوں سے گربہ کُش کا بُرا حال ہو رہا تھا۔ تمام جسم سے لہو کے فوّارے جاری تھے۔ گربہ کُش کی یہی

کوشش تھی - کہ کسی طرح صف شکن کی گردن اس کے مُنہ میں آ جائے - مگر صف شکن بڑی ہوشیاری سے اپنے آپ کو بچاتا تھا +

ایک دفعہ کیا ہوُا - کہ گربہ کُش نے صف شکن کو گردن سے پکڑ لیا - تمام کُتّے یہ دیکھ کر چلاّئے - بھوں بھوں - یعنی میدان مار لیا - بلیّوں نے جو یہ دیکھا - تو بولیں - یا اللہ ہماری مدد کیجو +

بس دعا نکلتے ہی قبول ہوئی - یعنی صف شکن نے دونوں پنجے گربہ کُش کی آنکھوں میں گاڑ دئے +

ماؤں - بیٹی ! تم اپنے پنجے تو مجھے نہ چبھوؤ +

ما تو۔ جھٹ پنجے اندر کر کے۔ نہیں ما ؤ نہیں ❖

ہاں تو بادشاہ نے اپنے پنجے گربہ کش کی آنکھوں میں گاڑ دئے۔ اب تو میاں گربہ کش چیاؤں۔ چیاؤں کرتے ہوئے بھاگے ❖

فوج نے جو اپنے بادشاہ کو بھاگتے ہوئے دیکھا۔ بس دُمیں ٹانگوں میں دبا بے تحاشا دَوڑی۔ بلیّوں نے چاہا۔ کہ تعاقب کریں۔ مگر صف شکن نے منع کیا۔ اور کہا۔ ظالم کو اپنے کیے کی سزا مل گئی ہے۔ بے گناہوں کا خون بہانے سے کوئی فائدہ نہیں ❖

اس کے بعد بادشاہ اور فوج نقّارے بجاتے ہوئے اپنے گھروں کو واپس

ہوئے ÷

کیوں ماؤ صف شکن بہادر بادشاہ تھا یا نہیں ؟

ماؤ۔ ہاں بیٹی ۔ واقعی بہادر تھا ÷ نہ صرف لڑائی میں بہادر بلکہ فتح میں بھی بہادر ۔ یعنی فتح حاصل کر کے اُس نے دشمنوں پر رحم کیا ÷

مانو۔ اچھا ماؤ۔ تم کس بادشاہ کا ذکر کر رہی تھیں ؟

نور جہاں کا قصّہ

ماؤ۔ اکبر بادشاہ کا۔ ہاں تو وہ ہندوستان کا ایک بہت بڑا بادشاہ ہوا ہے ÷

مانو۔ ماؤ۔ وہ کتنا بڑا تھا۔ کیا ہمارے صف شکن سے بھی بڑا تھا ؟

ماؤ- بیٹی! میری بڑے سے یہ مُراد نہیں -کہ وہ قد میں بڑا تھا- بلکہ یہ کہ اُس کا ملک بہت بڑا تھا +

مانو- تو کیا اُس کی رعایا بھی اُس سے محبّت کرتی تھی؟

ماؤ- ہاں - ہندو مسلمان سب اُس سے محبّت کرتے تھے +

مانو- اچھا تو پھر؟

ماؤ- ہاں تو- اُس کا ایک لڑکا تھا- جو اس کے بعد تخت پر بیٹھا - اُسے جہانگیر بادشاہ کہتے ہیں +

جہانگیر ابھی شہزادہ ہی تھا - کہ اِس نے نور جہاں کو دیکھ لیا +

مانو- ہاں- میں نور جہاں تو بھُول ہی گئی تھی - اچھّا تو یہ نور جہاں ہے-

جس نے - تم کہتی تھیں - دو روز کے آرام کی خاطر غیرت کی آنکھیں موند لیں ؟

مانو - ہاں - یہی نور جہاں ہے ٭

شہزادہ نے جو نور جہاں کو دیکھا - تو کہنے لگا - میں اس سے شادی کرونگا ٭

اکبر بادشاہ بولے - نہیں - اور انہوں نے نور جہاں کی شادی ایک اور شخص کے ساتھ کر دی ٭

مانو - تو شہزادے ہی سے شادی کیوں نہ کر دی ؟

ماؤ - نور جہاں ایک کنیز تھی - اور بادشاہ نہ چاہتا تھا - کہ ولیعہد ایک کنیز سے شادی کرے ٭

مانو - شکر ہے - ہم میں غلام اور کنیزیں نہیں - ورنہ خدا جانے کن مصیبتوں کا

سامنا ہونا۔

اچھا تو پھر؟

مائی۔ ہاں۔ تو بادشاہ نے نور جہاں کی شادی ایک اَور شخص سے کردی۔

جہانگیر اُس وقت تو خاموش ہو رہا۔ لیکن جب بادشاہ بنا۔ تو نور جہاں کے میاں کو مروا ڈالا۔ اور نور جہاں کو پیغام بھیجا۔ کہ مجھ سے شادی کرلے۔

وہ بولی۔ اُوں۔ اُوں ہیں تو نہیں کرنے کی۔

بادشاہ تھوڑے دنوں کے لئے چپ ہو رہے۔ پھر کچھ عرصہ بعد کنیز کے ہاتھ پیغام بھیجا۔

اب کے نور جہاں بولی۔ اُوں ہیں تو نہیں کرنے کی۔ کنیز بادشاہ کے پاس

بھاگی بھاگی آئی - حضور مبارک - مبارک
بادشاہ بولے - اچھا تو پھر قاضی کو
بلواؤں ؟
کنیز - نہیں حضور ابھی ٹھہریئے ۔
بادشاہ - ٹھہروں کیوں - جب وہ راضی
ہے ؟
کنیز - حضور وہ -
بادشاہ - کیا حضور - حضور لگا رکھی
ہے - صاف کہو کیا بات ہے ؟
کنیز - حضور وہ کہتی ہیں - اوں ئیں
تو نہیں کرنے کی ۔
بادشاہ - تو پھر مبارک سلامت کا کیا
موقع تھا - نکل جاؤ - ہمارے سامنے
سے ۔
کنیز - حضور سنیں تو - پہلے بیگم نے

کہا تھا - اوں - اُوں مَیں تو نہیں کرنے کی - اب کے کہا - اوں ہیں تو نہیں کرنے کی ایک اُوں کم ہوئی - دوسری اُوں بھی جاتی رہیگی +

بادشاہ یہ سُن کر ہنس دئے +

قصّہ مختصر بیوی نور جہاں کچھ عرصہ تو انکار کرتی رہیں - آخر رضا مند ہو گئیں - اور جہانگیر بادشاہ کی چہیتی ملکہ نور جہاں بیگم بن کر ہندوستان پر حکومت کرنے لگیں +

بانو - خوب +

ماؤ - بس ہیں نے نوّاب کو یہی کہلا بھیجا - لونڈی ایک دو مرتبہ پھر آئی - لیکن ہیں نے مُنہ نہ لگایا - کچھ دنوں بعد ہیں وہ شہر چھوڑ کر اِس گاؤں

ہیں آ بسی - اور اب تو دیکھتی ہے - کس
طرح زندگی کے دن پورے کر رہی
ہوں - مگر خدا کا شکر ہے - آنکھ کسی
کی شرمندہ نہیں - اور دل پر گناہ کا
بوجھ نہیں - سو بیٹی! تو بھی روکھی سوکھی
جو کچھ بھی ملے - اُس پر قناعت کر
اور لالچ کے گڑھے میں گر کر اپنی
جان جوکھوں میں نہ ڈال ٭

مانو - اچھا - ماؤ - جیسے تمہاری خوشی ٭

یہ کہ کر مانو کچھ دیر تو خُرخُر کرتی
رہی - پھر لیٹ کر سو گئی ٭

مانو کا خواب

ماؤ نے اُٹھا کر لحاف میں ڈال دیا -
ور خود بھی تھوڑی دیر بعد اُس کے

پاس لیٹ کر سو گئی - صبح کے وقت
بڑھیا نے اُٹھ کر وضو کیا - نماز پڑھی -
پھر چکی چلانے بیٹھ گئی - اتنے میں
لحاف میں سے میاؤں میاؤں کی آواز
آئی - یہ چکی چھوڑ چارپائی کے پاس
آئی - لحاف اُٹھا کر دیکھا - کہ مانو کے
بال کھڑے ہوئے ہیں - پنجے باہر نکلے
ہوئے ہیں - اور میاؤں میاؤں کر رہی ہے -
بڑھیا نے جسم پر ہاتھ رکھ دیا - مانو نے
آنکھیں کھول دیں +

بڑھیا نے پوچھا - کیوں بیٹی ! کیا بات ہے
مانو نے اُٹھ کر انگڑائی لی - پھر بیٹھ کر منہ
صاف کیا - تھوڑی دیر بعد بولی :-

ماؤ ! میں نے ایک خواب دیکھا ہے +

ماؤ - بیٹی ! وہ کیا ؟

(ما)نو۔ مَیں نے دیکھا۔ کہ میں نوّاب موش
(ک)ش کے ساتھ بادشاہ کے ہاں گئی ہوں۔
(ب)ادشاہ نے میری بڑی ہی خاطر کی۔
(ا)ور ملکہ نے تو بڑے ہی پیار سے
(م)یری پیٹھ پر ہاتھ پھیرا۔ اور مجھے گود
(م)یں بٹھا لیا۔ اس کے بعد کھانے کا
وقت آیا۔ اور بادشاہ نے مجھے اپنے
ساتھ کھانے پر بٹھایا۔ مَیں نے بڑے
مزے کے کھانے کھائے۔ اُن
میں سب سے اچھا چوہوں کا اچار
تھا۔

کھانے کے بعد ملکہ بولی۔ کہ محل کا
تمام انتظام مانو کے سپرد کر دیا جائے۔
یہ بات نوّاب صاحب کو بُری لگی۔ وہ
بولے۔ کیوں۔ اور یہ کہہ کر میری طرف

پلکے۔ میں ان کی کوئی دبیل تو تھی ہی نہیں۔ جو ڈر جاتی۔ جھٹ مقابلے پر کھڑی ہوگئی۔ اور وہ وہ پنجے مارے ۔کہ یاد ہی تو کرتے ہونگے۔ بادشاہ اور ملکہ میری چوٹوں پر تالیاں بجاتے تھے۔ تم نے مجھے جگا دیا۔ ورنہ نوّاب صاحب کی ساری نوابی نکال کر چھوڑتی ⁘

ماؤ۔ بیٹی! یہ تو خواب تھا۔ کوئی سچ مچ کی لڑائی تھوڑا ہی تھی ⁘

مانو۔ مگر ماؤ! کھانے بڑے ہی مزے کے تھے۔ میرے تو مُنہ میں اب تک چوہوں کے اچار کا مزہ ہے۔ اور ہاں میں ایک بات تو بھول ہی گئی۔ میں نے تمہیں بھی ایک خوان اچھّے اچھّے کھانوں کا بھجوایا تھا۔ تمہیں ملا یا نہیں ؟

ماؤ- ہاتھ پھیر کر- بیٹی تُو تو دیوانوں کی سی باتیں کر رہی ہے - خواب کی باتیں بھی کہیں سچی ہوتی ہیں؟

مانو- نہیں ماؤ - کھانے تو بڑے ہی مزے کے تھے- میں اب پھر بادشاہ کے ہاں جاتی ہوں ؞

ماؤ- مانو بیٹی! ہوش کی بات کر- کل میں نے تجھے لالچ کے بُرے نتیجے بتائے تھے- مگر معلوم ہوتا ہے- وہ سب تُو بھول گئی ؞

مانو- اچھی ماؤ- بادشاہ کے ہاں کا پلاؤ بڑا ہی مزیدار ہے - اور چوہوں کا اچار اوہو- بس ماؤ! میں تو اب جاتی ہوں ؞

ماؤ- آنکھوں میں آنسو بھر کر - بیٹی!

تیرے سر پر طمع کا بھوت سوار ہے۔
وہ بغیر تکلیف کی آنچ کے نہ اتریگا۔
اچھّا جا۔ خدا حافظ +

مانو کی نوّاب سے دوسری ملاقات

مانو سلام کر کے رخصت ہوئی +
بھاگی بھاگی اُسی جگہ پر پہنچی
جہاں نواب صاحب سے ملاقات ہوئی
تھی۔ نوّاب صاحب تو موجود نہ تھے۔
یہ وہاں جاکر بیٹھ گئی۔ دن نکلے
نوّاب صاحب بھی اطمینان سے ٹہلتے
ہوئے آئے۔ مانو کو دیکھ کر مُسکرائے
اور بولے :-

بی مانو۔ سلام +

مانو۔ تسلیم +

نوّاب صاحب - کیوں کیا فیصلہ کیا ؟
مانو - چلونگی - کیوں نوّاب صاحب! وہاں چوہوں کا اچار بھی ملیگا ؟
نوّاب صاحب - مُسکرا کر یعنی سب دانت باہر نکال کر - ہاں ضرور ⁘
مانو - تو اچھا پھر چلئے ⁘

چنانچہ نواب صاحب اور مانو ساتھ ساتھ چلدئے ⁘

اب بادشاہ کے محل کی سنئے :-

نواب موش کُش کا محل سے نکالا جانا

بادشاہ کو تو نہیں - لیکن ملکہ کو واقعی بلّیوں سے بڑی محبّت تھی - اور نوّاب موش کُش ان کا خاص پروردہ تھا - وہ نوّاب کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا

کھلاتیں - بادشاہ جز بز تو ہوتے - لیکن ملکہ کی دلداری کے خیال سے کچھ نہ کہتے - نواب صاحب شروع ہیں تو اکیلے تھے - لیکن آہستہ آہستہ اُنہوں نے حوالی موالی جمع کرنے شروع کیئے - نتیجہ یہ ہوُا - کہ بادشاہ کے کھانے کے وقت سینکڑوں بلّیاں اکٹھی ہونے لگیں۔ بادشاہ نے ایک دو مرتبہ ملکہ سے کہا بھی - کہ یہ بلّیوں کی فوج مجھے ایک آنکھ نہیں بھاتی - لیکن ملکہ یہ سنکر ہنس دیتی - بادشاہ کو ملکہ کی ہنسی بہت پیاری تھی - سو ان کو ہنستے دیکھکر آپ بھی کِھل جاتے - اور بات گئی آئی ہوتی ÷

لیکن ہونی کو کون روک سکتا ہے ÷

ایک روز کیا اتفاق ہوُا - کہ بادشاہ دربار سے بھرے ہوئے آئے۔ آتے ہی کھانے پر بیٹھ گئے۔ حسبِ معمول بلّیوں کی فوج بھی آ موجود ہوئی - بادشاہ دیکھ کر بولے - ان تمام بلّیوں کو فوراً محل سے نکال دو۔ ملکہ یہ سن کر ہنسنے لگی۔ بادشاہ اَور بھی غصّے ہوئے۔ اور ملکہ سے بولے :-

یہ کیا بیوقت کی ہنسی ہے۔ تم بھی اپنے کمرے میں چلی جاؤ۔ ملکہ غریب اُٹھ کر چلی گئی - نوکروں نے چابک اُٹھا لئے - اور بلّیوں کو مارنا شروع کیا۔اَور تو سب کھڑکیوں وغیرہ سے کود کر بھاگے۔ صرف نوّاب صاحب ایک پردے کے پیچھے دبک کر بیٹھ گئے ؞

جب کمرہ بلیّوں سے خالی ہو گیا۔ تو بادشاہ نے حکم دیا۔ کہ آئندہ دو سپاہی بندوقیں لیئے پردوں کے پیچھے کھڑے رہا کریں۔ اور اگر کوئی بلّی کمرہ میں داخل ہو۔ تو اُسے فوراً گولی مار دیں۔

نواب صاحب کو تو یہ خیال تھا۔ کہ جب بادشاہ کا غصّہ اتر لیگا۔ تو وہ پھر بحال ہو جائیں گے۔ لیکن جب بادشاہ کا یہ حکم سُنا۔ تو پیشاب خطا ہوگیا۔ غریب دن بھر تو وہیں دبکے بیٹھے رہے۔ رات کے وقت نکلے۔ اور کھڑکی میں سے کود کر نالی کے راستے ایک بنئے کی دکان میں پہنچے۔ وہاں گھنٹوں کی بھاگ دوڑ کے بعد

انہیں ایک چھوٹی سی چوہیا ملی - یہ دن بھر کے بھوکے تھے ہی - وہی بڑی نعمت معلوم ہوئی - پھر دوکان سے نکل انہوں نے میاؤں میاؤں کرنی شروع کی ÷

ان کے دوست یاروں نے جو ان کی آواز سُنی - تو سب اِکٹھے ہو گئے - یہ انہیں لے کر شہر سے باہر آئے - اور ایک کھُلی جگہ دیکھ کر بولے - آؤ - یہاں بیٹھ کر میٹنگ کریں ÷

لالہ قانونی مل

ایک بلاؤ جو کسی قدر قانونی تھا - بولا - نوّاب صاحب! یہ میٹنگ تو بیقاعدہ قرار دی جائیگی - کیونکہ سب کو اطلاع

نہیں دی گئی۔ اور ہمیں بھی کافی نوٹس
نہیں ملا۔ اس لئے ہم تیّار ہوکر نہیں
آئے +

نوّاب صاحب۔ تم جانتے ہو۔ہمارے ساتھ
آج کیا سلوک ہوُا ہے۔ اور اب وقت
نہیں کہ قاعدہ اور قانون کی پابندی
کی جائے۔ میری رائے میں ہمیں فوراً
میٹنگ کرکے فیصلہ کرنا چاہیئے۔کہ آئندہ
ہمارا طرز عمل کیا ہوگا +

قانونی تل چاہتا تھا۔کہ اس پر
کچھ اعتراض کرے۔ لیکن باقی سب
بول اُٹھے۔ ہاں میٹنگ ابھی ہو +

بلبلوں کی میٹنگ

چنانچہ سب وہیں قطاریں باندھ کر

بیٹھ گئے ÷

ایک بلاؤ۔ میں تجویز پیش کرتا ہوں کہ نوّاب صاحب صدر جلسہ ہوں ÷

نوّاب صاحب۔ مَیں اس عزّت کو شکریہ کے ساتھ منظور کرتا ہوں ÷

قانونی مل۔ یہ بالکل بے قاعدہ کارروائی ہے۔ پہلے تجویز کی تائید ہونی چاہئے۔ بعض حاضرین اگر منظور کریں۔ تو نوّاب صاحب صدر ہو سکتے ہیں ÷

نوّاب صاحب۔ نہایت غصّے کے لہجے میں۔ اچھا یونہی سہی ÷

چنانچہ ایک بلاؤ نے تجویز کی تائید کی۔ حاضرین بولے "منظور۔ منظور" نوّاب صاحب صدر بنے۔ ایک جگہ ایک بڑا سا اُپلا پڑا تھا۔ آپ اُچک کر اُس پر

ہو بیٹھے ÷

تھوڑی دیر تک میاؤں میاؤں کی اِدھر اُدھر سے آوازیں آتی رہیں - پھر نواب صاحب - اُٹھ کر بولے - خاموش ÷

حاضرین خاموش ہو گئے ÷

اس کے بعد نوّاب صاحب یوں گویا ہوئے :-

نوّاب صاحب کی تقریر

حاضرین :-

ایک وہ زمانہ تھا - کہ ہماری قوم سرو وصنوبر کی طرح آزاد تھی - تمام دنیا ہمارے قبضے میں تھی - جہاں ہمارا جی چاہتا تھا - ہم بادِ صحرائی کی طرح گھومتے تھے ہماری میاؤں سے کُتّے تو کُتّے شیروں کے

دل دہل جاتے تھے۔ رزق کی اتنی افراط تھی۔ کہ ہم بھوک کے نام سے ناواقف تھے۔ لیکن جب سے آدمزاد کی غلامی کا طوق ہم نے اپنے گلے میں ڈالا ہے۔ ہماری حالت چوہوں سے بدتر ہو گئی ہے۔

ہمیں سوکھے ٹکڑے کھانے کو ملتے ہیں۔ اور وہ بھی پیٹ بھر کر نہیں۔ جسے دیکھو فاقوں کے مارے ہڈیاں نکل رہی ہیں۔ پھر ہم سے وہ وہ کام لئے جاتے ہیں۔ کہ اُن کا ذکر کرتے شرم آتی ہے۔ کہیں تو ہمیں عورتوں کے بہلانے کے لئے کھلونا بنایا جاتا ہے۔ کہیں بچے ہمارے گلوں میں رسی ڈالے ہمیں مرے ہوئے چوہے کی طرح گھسیٹے پھرتے ہیں۔ کہیں اندھیرے

کمروں میں جن کی بُو سے دماغ پریشان ہوتا ہے۔ ہمیں بند کر دیا جاتا ہے۔ ہم پر ایسی ایسی سختیاں ہوتی ہیں۔ کہ اُن کے خیال سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔

کہیں اگر کوئی بدنصیب کسی بٹیر کو دبوچ لے۔ یا کبوتر پر لپکے یا مُرغ کی طرف آنکھ بھر کر دیکھے۔ تو ممکن ہی نہیں کہ زندہ بچے۔ اگر کوئی ان سے شکایت کرے تو کہتے ہیں۔ کہ یہ چیزیں ہماری ملکیت ہیں۔ ہم نے دام دے کر خریدی ہیں۔ کوئی پگلوں سے پوچھے تو کہ کسی کی جان بھی خریدی جا سکتی ہے۔ پھر انہیں یہ خیال نہیں آتا۔ کہ یہ تو سبزی وغیرہ کھا کر بھی گزارا کر سکتے ہیں۔ بلکہ سچ پوچھو۔ تو خدا نے ان کے دانت اور

معدے گوشت کے لئے بنائے ہی نہیں۔
اور ہم ہیں کہ بغیر گوشت کے جی ہی
نہیں سکتے۔ پس اگر مرغ۔ تیتر۔ بٹیر
پر فطری ضرورتوں کے لحاظ سے کسی کا
حق ہوسکتا ہے۔ تو وہ ہمارا ہے۔ لیکن
یہ حضرت اپنے آپ کو اشرف المخلوقات
تو کہتے ہیں۔ لیکن دوسری مخلوق کے جائز
حقوق کو اپنی نفسانی خواہشات کے پورا
کرنے کے لئے غصب کرنا کوئی گناہ ہی
نہیں سمجھتے +

ہم جبر اس حالت میں بھی خوش تھے۔
کیونکہ ہمیں امید تھی۔ کہ ہمارے ساتھ
انصاف ہوگا۔ اور بادشاہ ہمیں اور اپنی
قوم دونوں کو ایک آنکھ سے دیکھیگا +
ایک بلاؤ۔ جناب صدر صاحب! اس سے

آپ کی کیا مراد ہے - کیا بادشاہ سلامت اپنی دوسری آنکھ بند کر لیں ؟

نواب صاحب - چُپ رہو - تقریر کرتے ہوئے روکنا بالکل خلاف تہذیب ہے -

اس سے ہماری یہ مراد ہے - کہ بادشاہ کو چاہیئے - کہ اپنی تمام رعایا سے یکساں سلوک کرے +

ہاں - بادشاہ کو چاہیئے تھا - کہ ہم سے اور اپنی باقی رعایا سے برابر کا سلوک کرتا - لیکن تم نے دیکھا - آج ہمیں کس طرح ذیل کرکے محل سے نکالا گیا - ہم جو ملکہ کے منظور نظر تھے - ہم سے ایسا بُرا سلوک ہوُا - تو اَوروں کے ساتھ کیا ہوگا +

چابکوں سے مارنا تو مارنا - پھر یہ

حکم دینا - کہ ہم اگر محل میں قدم بھی رکھیں - تو ہمیں کُتّے کی طرح گولی سے مار دیا جائے - یہ اس قوم کی توہین ہے - جس کی خلقت ارتقا کی رو سے انسانوں سے بہت پہلے کی ہے - اور جس کی فضیلت کا ذکر اِن آدم زادوں کی اپنی مذہبی کتابوں میں موجود ہے - میں سمجھتا ہوں اس ذلّت کی زندگی سے مر جانا بہتر ہے - اور میری رائے میں اب وقت آگیا ہے - کہ ہم اپنے جائز حقوق کے حاصل کرنے میں اپنی جان - مال - کھال ہر چیز کی قربانی کرنے کو تیار ہوں ؛

یہ تقریر کر کے نوّاب صاحب اپنے اُپلے پر بیٹھ گئے ؛

اس کے بعد دیر تک میاؤں میاؤں یعنی واہ واہ کی آوازوں سے میدان گونجتا رہا۔ جب شور کچھ کم ہوا۔ تو نواب صاحب بولے۔ میں اب تیز دنداں سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنا ریزولیوشن پیش کریں ؂

ایک بھورے رنگ کا بلاؤ اُپلے کے پاس آکر کھڑا ہوگیا۔ پہلے اُس نے جبڑا کھول کر دانت دکھائے۔ پھر بولا :-

تیز دنداں کی تقریر

صدر جلسہ اور حاضرین :-

جناب صدر نے اپنی عالمانہ تقریر میں ہماری موجودہ حالت کا صحیح فوٹو

کھینچ دیا ہے۔ مجھے اس موضوع پر کچھ
زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں ✤

ایک بلاؤ۔ (کھڑا ہوکر) حضرت! اگر آپ
چاہتے ہیں۔ کہ آپ کی تقریر ہماری سمجھ
میں آئے۔ تو ایسے الفاظ استعمال کیجئے۔
جو عام فہم ہوں ✤

صدر۔ بیٹھ جاؤ ✤

بلاؤ۔ بیٹھ گیا ✤

تیز دنداں۔ میری یہ مراد ہے۔ کہ نواب
صاحب کی تقریر کے بعد مجھے یہ بتانے کی
ضرورت نہیں۔ کہ ہمارے ساتھ ایک قوم
کی حیثیت سے کیا سلوک ہو رہا ہے۔ یہ
ممکن ہے۔ کہ ہم میں سے بعض اپنی
نرم کھال لمبے لمبے بال یا خوشامدانہ خُرخُر
کی وجہ سے کسی انسان کے منظورِ نظر ہو

جائیں - اور آرام کی زندگی بسر کر لیں -
لیکن عام طور پر ہماری حالت نہایت
ذلیل ہے - اور ہم سے سخت ناانصافی
برتی جاتی ہے - اس کا علاج صرف ایک
ہے - اور وہ یہ کہ ہمارا حکومت میں دخل
ہو - آدمزاد جو کچھ سختیاں ہم سے کر
رہے ہیں - مثلاً سُرخ پشم کا ایک بٹیر
پر پیکنے کی پاداش میں ہڈیاں تڑوانا -
کبود چشم کا ایک بوٹی گوشت کے لئے
کتوں سے پھڑوایا جانا - یہ سب کیوں
ہے - محض حکومت کے زور سے - اور
ہماری تمام تکلیفوں کا علاج بھی کیا ہے -
صرف یہی حکومت ‌:

پس نہایت ضروری ہے کہ ہم حکومت
میں اپنا جائز حصّہ مانگیں - اور میں اس

وقت دو تجویزیں پیش کرتا ہوں +

ایک - وزارت میں ہمارا برابر کا حصّہ ہو - یعنی بادشاہ کے اگر دو وزیر ہوں - تو اُن میں کم از کم ایک بلاڈ ہو - اور اُسے بادشاہ خود مقرر نہ کریں بلکہ ہم انتخاب کریں +

دوسری تجویز یہ ہے :-

قانونی مل - کھڑے ہوکر - یہ بے قاعدگی ہے - پہلے ایک تجویز پاس ہو جائے - پھر دوسری پیش ہونی چاہئے +

حاضرین - میاؤ - میاؤ یعنی ہمیں منظور ہے +

قانونی مل - اس کی تائید ہونی ضروری ہے +

ایک بلاڈ - کھڑے ہوکر - میں تائید کرتا

ہوں ٭

حاضرین۔ منظور۔ منظور ٭

تیز دنداں۔ دوسری تجویز یہ ہے۔ کہ کونسلوں۔ کمیٹیوں تمام اعلےٰ اور ادنےٰ ملازمتوں میں ہمارا برابر کا حصّہ ہو۔ یعنی نصف ممبر انسان ہوں۔ اور نصف بلاؤ ٭

اس پر ایک گوری چٹّی ایرانی نسل کی بلّی جس کے انداز سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ فنونِ لطیفہ کی شائق ہے۔ کھڑی ہوئی ٭

صدر۔ خاموش۔ موہنی صاحبہ اس ریزولیوشن کی تائید کرنا چاہتی ہیں ٭

حاضرین خاموش ہو گئے ٭

موہنی کی تقریر

موہنی - نہایت سریلی آواز میں -
مَیں :-

خدا جانے اس "مَیں" میں کیا جادو بھرا تھا - کہ تمام جلسہ میاؤں میاؤں یعنی واہ واہ سے گونج گیا - کوئی دو منٹ تک اس زور کی واہ واہ رہی - کہ کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی - صدر نے کئی دفعہ کھڑے ہو کر کہا بھی - خاموش - مگر کسی نے ایک نہ سُنی - آخر موہنی صاحبہ نے اپنا اگلا پنجہ اٹھایا - تو حاضرین خاموش ہوئے ٭

موہنی - میں اس ریزولیوشن کی تائید

کے لئے نہیں - بلکہ مخالفت کے واسطے کھڑی ہوئی ہوں - اس تجویز کے آخری الفاظ اور "نصف بلاؤ" سے ظاہر ہوتا ہے - کہ آپ بلّیوں کو حکومت میں شامل کرنا نہیں چاہتے - یہ نہ صرف نا انصافی ہی ہے - بلکہ میری رائے میں قوم کی آئندہ ترقی کے لئے سخت نقصان دہ ہے - آپ اس معاملے میں وہی غلطی کر رہے ہیں - جو ہمارے حکمران یعنی انسان ہزار ہا سال سے کرتے چلے آئے ہیں - اور جسے ان کی موٹی عقل بھی اب محسوس کرنے لگی ہے - انسانی بلّوں کا اس وقت تک خیال رہا ہے - کہ ان کی بلّیاں جنہیں وہ اپنی زبان میں عورتیں کہتے ہیں -

کم عقل اور کج فہم ہیں - چنانچہ اُنہیں
زندگی کے اُن پہلوؤں سے جہاں عقل
اور سمجھ کی ضرورت ہے - بالکل علیحدہ
رکھا گیا ہے - مجھے تعجب ہے کہ انسانی
بلّیاں کیوں اس ذلّت کو اب تک
برداشت کرتی رہی ہیں - خدا کا شکر
ہے - کہ ہمارے ہاں آج تک اس قسم
کی کوئی تفریق نہیں ہوئی - ہمارے بلاؤں
کو کبھی یہ کہنے یا خیال کرنے کی جرأت
نہیں ہوئی - کہ ہم اُن سے کسی بات
میں کم ہیں - چوہے - مرغی - بٹیر کے
شکار میں ہم کبھی بلاؤ سے پیچھے نہیں
رہے - میدان جنگ میں ہمارے ناخنوں
نے وہی کام کیا ہے - جو بلاؤ کے پنجوں
نے - آپ میں سے کوئی ایک لمحہ کے

لئے نہیں کہ سکتا - کہ ہم انسانی بلیوں
کی طرح ناکارہ یا نکھٹو ہیں +
اب حکومت کا سوال پیدا ہؤا
ہے - تو ہمیں اُس سے محروم رکھنا میری
رائے میں ایک ایسی ناانصافی اور ظلم
ہے - جس کی مثال ہماری تاریخ میں
نہیں ملتی - اس لئے میں نہایت زور
سے کہتی ہوں کہ آپ اپنی قوم کی سمجھ
اور زیرکی پر جس کی چار دانگ میں
شہرت ہے - یہ بدنما دھبہ نہ لگائیں -
اور صدر کی اجازت سے تیز دنداں صاحب
کے دوسرے ریزولیوشن میں ایک ترمیم
پیش کرتی ہوں +
قانونی مل - آپ کوئی ترمیم پیش نہیں
کرسکتیں - جب تک کہ اصلی ریزولیوشن

کی تائید نہ ہو جائے ÷

موہنی۔ آپ صدر کو مخاطب کریں۔
مجھے مخاطب کرنا بے قاعدگی ہے ÷

قانونی مل۔ شرمندہ ہوکر۔ جناب صدر
صاحب! یہ تمام کارروائی بے قاعدہ ہے ÷

صدر۔ کون اس ریزولیوشن کی تائید
کرتا ہے ؟

ایک بلاؤ۔ کھڑے ہوکر۔ میں تیزدنداں
صاحب کے دوسرے ریزولیوشن کی تائید
کرتا ہوں ÷

اس۔ پر بلیاں بولیں۔ شرم۔ شرم ÷

صدر۔ خاموش ÷

بلیاں۔ شرم شرم ÷

موہنی صاحبہ نے پھر اگلا پنجہ اُٹھایا
اور بلیاں خاموش ہوئیں ÷

صدر - موہنی صاحبہ! آپ اب اپنی ترمیم
پیش کریں ۔

موہنی - میری تجویز ہے - کہ لفظ بلاؤ
کی جگہ "بلاؤ اور بلّیاں" کہا جائے ۔

ایک اَور بلی - میں اس ترمیم کی تائید کرتی
ہوں ۔

صدر - بس اب یہ ترمیم شدہ ریزولیوشن
میٹنگ کے سامنے پیش کرتا ہوں ۔

تیز دنداں - مجھے اجازت ہے - میں
کچھ کہوں ؟

صدر - ہاں آپ کہیں ۔

تیز دنداں - مجھے بلّیوں کی قابلیّت کا
پورے طور پر اعتراف ہے - میں نے
خود بار ہا دیکھا ہے - کہ بلّی نے بلاؤ
کو نہ صرف میاؤں میاؤں میں بلکہ دھینگا

مُشتی میں بھی نیچا دکھایا ہے ٭

بلّیاں - میاؤں - میاؤں - یعنی خوب خوب ٭

تیز دنداں - لیکن :-

اس "لیکن" پر بلّیوں کی طرف سے پھر شرم شرم کا شور بلند ہوُا ٭

صدر - بیبیو - مَیں آپ سے درخواست کرتا ہوں - کہ آپ اطمینان سے تقریر سُنیں - اگر فیصلہ آپ کی مرضی کے خلاف ہو - تو پھر آپ جو جی میں آئے - کرسکتی ہیں ٭

بلّیاں خاموش ہوگئیں ٭

بلّیوں کا فرض

تیز دنداں - لیکن میرے خیال میں بلّیوں

کا بڑا - بلکہ بہت بڑا فرض یہ ہے
کہ وہ بچّے جنیں اور اُن کی پرورش
کریں - اگر حکومت کی ذمہ داریوں کا
بوجھ اُن پر ڈال دیا گیا - تو ان کی توجہ
بٹ جائیگی - اور بچّوں کی نگہداشت
ایسی اچھی طرح نہ ہو سکیگی - جیسی کہ
ہونی چاہیئے - نتیجہ یہ ہوگا - کہ قوم جو غلامی
کی وجہ سے پہلے ہی بہت کمزور ہو
رہی ہے - اَور زیادہ کمزور ہو جائیگی -
اور آزادی کی جدّ و جہد میں سخت مشکلات
کا سامنا ہوگا ؎

یلّیاں - ہم بچّے بھی جنیں گے - اور
حکومت بھی کرینگے ؎

قانونی مل - جناب صدر میں ایک
سوال پوچھ سکتا ہوں ؟

صدر۔ پوچھیں +

قانونی مل ۔ میرا یہ سوال ہے ۔کہ آیا بلّیوں کو ووٹ دینے کا حق حاصل ہوگا یا نہیں ؟

صدر۔ ضرور +

قانونی مل۔ تو پھر میری رائے ہیں وہ ممبر بھی بن سکتی ہیں +

بلّیاں ۔ میاؤں ۔ میاؤں ۔یعنی ہُرّے ہُرّے + کئی ایک نے تو تالیاں بجانے کی بھی کوشش کی ۔ مگر غریب ناکام رہیں +

تیز دنداں ۔ اگر ووٹ سے ممبری کا حق بھی حاصل ہو جاتا ہے ۔تو میری رائے ہیں یہ حق بھی بلّیوں کو نہ ملنا چاہئیے +

بلّیاں ۔ زور سے ۔ شرم ۔ شرم +

صدر۔ میں آپ سے عرض کر چکا ہوں۔ کہ آپ تقریروں کو صبر سے سنیں۔ اور فیصلے کا انتظار کریں ✦

بلیاں۔ ہم بیہودہ باتیں سننے کے لئے تیار نہیں ہیں ✦

موہنی۔ کھڑے ہوکر۔ میری بہنو۔ میں بھی تم سے درخواست کرتی ہوں۔ کہ تم خاموشی سے تمام تقریریں سنو ✦

بلّیاں خاموش ہو گئیں ✦

تیز دنداں۔ میرا یہ بھی خیال ہے۔ کہ بلّیاں ووٹ کے حق کو مناسب طور پر استعمال نہ کر سکیں گی۔ آپ لوگ اکثر دیکھیں گے۔ کہ ان کے ووٹ گورے چٹے۔ موٹے تازے چمکتی آنکھوں یا اونچی آواز والے بلاؤں کو جائیں گے۔ اور یہ

قابلیت کا ذرا بھی خیال نہ کرینگی۔

موہنی - صدر صاحب - یہ طبقۂ بلّیاں کی سخت توہین ہے - اگر تیزدنداں صاحب ان الفاظ کو واپس نہ لیں گے تو ہم تمام یہاں سے چلے جائیں گے۔

اس پر تمام بلّیاں بولیں - میاؤں - میاؤں یعنی ہم جاتے ہیں - ہم جاتے ہیں۔

صدر نے تیزدنداں کی طرف اشارہ کیا۔

وہ اُٹھا اور بولا :-

مجھے نہایت افسوس ہے - کہ میرے الفاظ نے موہنی صاحبہ اور دیگر بلّیوں کو رنج دیا ہے - میں انہیں واپس لیتا ہوں۔

صدر - اب اس ترمیم شدہ ریزولیوشن
پر کافی بحث ہو چکی ہے - میں صرف
یہ کہونگا - کہ اگر بی موہنی صاحبہ اور
دیگر بلّیاں یہ چاہتی ہیں کہ وہ کونسلوں
اور کمیٹیوں میں انسانی بلّوں سے کلّہ
بکلّہ گفتگو کریں - تو ان کی خوشی - ہم
بلاؤں کو اس پر کوئی اعتراض نہ ہونا
چاہیئے +

بلّیاں - ہم انسانی بلّوں سے نہیں ڈرتے
اور کونسلوں اور کمیٹیوں میں شامل ہونا
چاہتے ہیں +

صدر - کیا حاضرین کو یہ ترمیم شدہ
ریزولیوشن منظور ہے ؟

قانونی مل - ریزلیوشن پھر پڑھا جائے +

صدر - بی موہنی صاحبہ ریزولیوشن

پڑھیں ؛

موہنی - میری یہ تجویز ہے - کہ کونسلوں کمیٹیوں تمام اعلےٰ اور ادنےٰ ملازمتوں میں ہمارا برابر کا حصّہ ہو - یعنی نصف ممبر انسان ہوں - اور نصف بلاؤ اور بلیاں ؛

صدر - اس ریزولیوشن کی با قاعدہ تائید ہو چکی ہے - کیا حاضرین کو منظور ہے ؟

حاضرین - منظور ہے - منظور ہے ؛

اس کے بعد صدر نے ایک اَور بلاؤ کی طرف اشارہ کر کے کہا - اب ناخن دراز صاحب اپنی تجویز پیش کریں ؛

ناخن دراز کی تجویز

ناخن دراز۔ صدر جلسہ اور حاضرین:۔
جناب صدر اور میاں تیز دندان کی تقریروں کے بعد مجھے کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ اس لئے میں نہایت مختصر الفاظ میں اپنی تجویز پیش کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے۔ کہ اگر بادشاہ سلامت ہمارے حقوق ہمیں نہ دیں۔ تو ہم ناخنوں کے زور اُن سے زبردستی لیں۔

قانونی مل۔ یہ ایک ریزولیوشن کی شکل میں پیش نہیں ہوسکتا۔ اس بات کو ہم اپنی عرضداشت کے اخیر میں دھمکی کے طور پر درج کرسکتے ہیں۔

بلّیاں تو خاموش رہیں - لیکن تمام بلاؤ بولے - آپ چُپ رہیں - ہم ضرور اپنے ناخن استعمال کرینگے ÷

اس پر ایک پاکیزہ صورت بلاؤ اٹھا - اس کے اُٹھتے ہی میدان میں سنّاٹا ہوگیا - اگر اس وقت پتّا بھی گرتا - تو سنائی دیتا ÷

صدر صاحب - نہایت ادب سے - کیوں حاجی صاحب! آپ کچھ فرمانا چاہتے ہیں ؟

حاجی صاحب - ہاں - اگر آپ اجازت دیں ÷

صدر - حاجی صاحب! آپ خوشی سے تقریر فرمائیں ÷

حاجی صاحب کی تقریر

حاجی صاحب - صدر جلسہ اور حاضرین!
میں اس جلسے کی کارروائی کو نہایت
غور اور دلچسپی کے ساتھ سنتا رہا ہوں-
مجھے جناب صدر سے اتفاق ہے - کہ
ہمارے ساتھ منصفانہ برتاؤ نہیں ہو
رہا - میاں تیز دنداں نے جو تجاویز پیش
کی ہیں - وہ بھی نہایت معقول ہیں-
لیکن میاں ناخن دراز کی تجویز یا
دھمکی مجھے پسند نہیں - اس کی کئی
وجہیں ہیں - ایک تو یہ کہ میری رائے
میں انسان کی توپ تفنگ کا مقابلہ
ہمارے ناخن نہیں کر سکتے - میاں ناخن
دراز کو شاید معلوم نہیں - کہ انسان

نے آلات جنگ اور فنِّ حرب میں کیا
کچھ ترقی کی ہے - اس کے پاس بحری
لڑائی کے لئے جنگی جہاز - آبدوز کشتیاں
اور تارپیڈو موجود ہیں ٭

بری جنگ کے لئے توپیں - بندوقیں
اور زہریلی گیسیں ہیں ٭

پھر ہوا میں لڑنے کے لئے ایروپلین
ہیں - اور یہ ایروپلین نہ صرف ہوا میں
بلکہ بحری اور بری جنگ میں بھی بہت
کارآمد ہوتے ہیں - یعنی جہازوں میں
بم گراتے ہیں - فوجوں پر گولے برساتے
ہیں - اس صورت میں انسان کے مقابلے
کا خیال بھی کرنا دیوانگی ہے ٭

دوسرے میری رائے میں ناحق استعمال
کرنا یا خون بہانا سخت گناہ ہے - ہمیں

اس میں انسانوں کی تقلید نہ کرنی چاہئیے۔
اس کے علاوہ ہمیں یہ بھی یاد رکھنا
چاہیئے۔ کہ ہمارے پُرانے دشمن کُتّے ہر
وقت ہمیں اور ہمارے بچّوں کو لقمہ بنانے
کے لئے مُنہ پھاڑے کھڑے ہیں۔ اور
اس وقت اگر ہمیں ان سے کوئی بچا
رہا ہے۔ تو وہ یہ انسان ہی ہے۔
میری رائے میں ہمارے لئے ضروری
ہے۔ کہ جب تک ہم اپنے آپ کو کُتّوں
سے محفوظ رکھنے کے لئے تیار نہ ہوجائیں
انسان ہم پر حکمران رہیں۔ لیکن ساتھ
ہی موجودہ ذلّت کو کم کرنے اور آئے
دن کی سختیوں کو روکنے کے لئے ضروری
ہے۔ کہ حکومت میں ہمارا دخل ہو۔
چنانچہ تیز دندان کی تجاویز کے ساتھ مجھے

قی اتفاق ہے۔ لیکن یہ یاد رہے۔کہ
صرف مانگنے سے حقوق نہیں مل سکتے۔
ہمیں ان کے حصول کے لئے تکلیفیں
اٹھانی پڑیں گی۔ میاں ناخن دراز کے
ناخن کام نہیں دے سکتے ؛

حاجی صاحب کی تجاویز

میری یہ تجویز ہے۔کہ اگر بادشاہ
سلامت ہماری عرضداشت پر غور نہ
کریں۔ تو ہم اُن سے اور اُن کی قوم
سے بالکل قطع تعلق کر لیں۔یعنی
انسانوں کے باورچی خانوں کی رکھوالی
چھوڑ دیں۔ بلکہ چوہوں سے دوستی پیدا
کر کے انہیں اُبھاریں۔کہ وہ بے کھٹکے
ان کے نعمت خانوں میں گھس جائیں۔

اور اُن کے گولے بارود یعنی سامان
خور و نوش کو تہ و بالا کر دیں ۔

میری دوسری تجویز یہ ہے :-

قانونی مل ۔ آپ دوسری تجویز پیش
نہیں کر سکتے ۔ جب تک پہلی پاس
نہ ہو جائے ۔

حاجی صاحب ۔ حضرت ! آپ سنیں تو سہی ۔
اگر حاضرین منظور کرینگے ......

حاضرین ۔ ہمیں منظور ہے ۔ منظور ہے ۔

قانونی مل ۔ بھئی واہ عجب بیوقوف
ہیں ۔ بغیر سنے ہی تجویزیں پاس ہو
رہی ہیں ۔

اس پر دو تین یلاؤ جو قانونی مل
کے پاس ہی بیٹھے تھے ۔ ناخن نکال
کر اس کی طرف بڑھے ۔ صدر یہ دیکھکر

کھڑے ہو گئے۔ اور بولے۔ جو یہاں دنگا فساد کریگا جلسے سے باہر نکال دیا جائیگا ؛

بلاؤ جو کھڑے ہوئے تھے۔ بیٹھ گئے ؛

حاجی صاحب۔ میری دوسری تجویز یہ ہے۔ کہ ہم عیش و آرام کی زندگی چھوڑ دیں۔ یعنی پلاؤ۔ قورمہ۔ فرنی۔ بریانی کو خیرباد کہیں۔ اور اپنی پرانی سادہ زندگی اختیار کرلیں۔ یعنی چوہے۔ چھپکلیاں۔ چڑیا۔ چکور جو کچھ میسر آئے۔ اُسی پر گزارہ کریں ؛

قانونی مل۔ حاجی صاحب! آپ اپنی پہلی تجویز میں یہ کہہ چکے ہیں۔ کہ ہمیں چوہوں سے صلح کر لینی چاہئے۔ اور انہیں انسانوں کی دشمنی پر آمادہ کرنا

چاہیئے ؂

حاجی صاحب - میں ممنون ہوں - آپ
نے یاد دلا دیا -

میرے اس ریزولیوشن میں سے چوہے
کا لفظ نکال دیا جائے ؂

حاضرین - ہمیں حاجی صاحب کی دونوں
تجویزیں منظور ہیں ؂

قانونی مل - پہلے اُن کی تائید ہونی
چاہیئے - مگر اس سے پہلے کہ کوئی صاحب
اس کی تائید کریں - میں حاجی صاحب
سے ایک سوال پوچھتا ہوں - وہ یہ کہ
اس قسم کی فاقہ کشی - فاقہ کشی میں
اس لئے کہتا ہوں - کہ چڑیا چکور تو
ہمارے ہاتھ آنے سے رہے - چھپکلی
ایسی ثقیل بد ذائقہ چیز ہے - کہ اُسے

ہمارے معدے جو دودھ بالائی کے عادی ہو چکے ہیں - اب سہار ہی نہیں سکتے *

چوہے ایک چیز مزے کی تھی سو ان سے حاجی صاحب کے پہلے ریزولیوشن نے ہمیں محروم کر دیا - ہاں تو میں پوچھتا ہوں - اس فاقہ کشی سے کیا فائدہ ہوگا ؟

حاجی صاحب - اس سے دو فائدے ہونگے - ایک تو یہ کہ ہمیں تکلیف برداشت کرنے کی عادت ہو جائیگی *

دوسرے انسان ہماری ردّی حالت دیکھ کر خود بخود ہم پر رحم کرینگے - اور ہمیں ہمارے حقوق دیا کرینگے *

قانونی مل - تکلیف برداشت کرنے کی

عادت نہیں حضرت مرنے کی عادت کہئے۔
کیونکہ یہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔
کہ کھائے بغیر کوئی جاندار زندہ نہیں رہ سکتا ۔

رہ گیا دوسرا فائدہ سو انسان سے رحم کی توقع آپ کو ہوگی۔ مجھے تو بالکل نہیں ۔

حاجی صاحب۔ تو کیا آپ کی رائے میں انسان میں روح نہیں ؟

انسان میں روح نہیں

قانونی مل۔ انسان میں روح ؟ کل کو آپ چوہے اور بٹیر میں بھی روح بتائینگے۔ معلوم ہوتا ہے۔ آپ کو انسان سے واسطہ کم پڑا ہے۔ وہ حیوان جس

کی بات بات میں جھوٹ اور فریب ہو۔ جو نہ صرف اور حیوانات کو دھوکے کے جال میں پھنسائے بلکہ اپنے ہم جنسوں سے بھی دغا کرتے نہ شرمائے۔ جو نہ صرف زبان کے چسکے کے لیئے بلکہ محض دل کے بہلاؤ کے لیئے بیگناہ پرندوں اور چوپایوں کو گولی اور تیر کا نشانہ بنائے۔ اگر اس میں روح ہے۔ تو پھر پتھر اور فولاد میں بھی روح ہے۔ ہمیں انسانوں سے رحم کی توقع رکھنا ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ کُتّوں سے پیار اور محبت کی ✢

اس پر سب طرف میاؤ میاؤ ہونے لگی۔ اکثر تو حاجی صاحب کے ساتھ اتفاق کرتے تھے۔ مگر چند قانونی بل

کی بات کو بھی سراہتے تھے ٭

صدر نے کہا۔کیا کوئی حاجی صاحب

کی تجاویز کی تائید کرتا ہے؟

مولوی صاحب کی تقریر

اس پر ایک موٹا سا بلاؤ کھڑا ہؤا
ماشا اللہ بلاؤ کیا تھا۔ خاصا ریچھ معلوم
ہوتا تھا۔ کلّہ پہ کلّہ چڑھا ہؤا۔پیٹ
اس قدر پھولا ہؤا ۔کہ چلتے ہیں زمین
کے ساتھ لگتا تھا۔ صورت شکل سے
صاف معلوم ہوتا تھا۔کہ فراغت کے
چھیچھڑے کھاتے ہیں۔ اور دوسروں
کی کمائی پر ڈنٹر پیلتے اور دندناتے
ہیں ٭

ان کے کھڑے ہوتے پر صدر بولے

خاموش۔ مولوی صاحب حاجی صاحب
کے ریزولیوشن کی تائید کرینگے ۔
مولوی صاحب صدر کے پاس آکر
کھڑے ہو گئے ۔ اور بولے :۔
حضرات! لالہ قانونی مل نے جو کچھ کہا
ہے ۔ وہ اس میں شک نہیں عقل کی
میزان میں پورا اترتا ہے۔ لیکن عقل
و دانش اسی وقت کام کرتے ہیں ۔
جب ہم خشک زمین پر کھڑے ہوں۔
ہماری حالت اس وقت ایک ایسے
بلاؤ کی سی ہے۔ جو پانی میں گر پڑا
ہو۔ اور ڈبکیاں کھا رہا ہو۔ اس کے
لئے اس وقت ہاتھ پاؤں مارنے کے
سوا کوئی چارہ نہیں ۔ اور ایسی حالت
میں سمجھ سے کام لینا میری رائے

ہیں سراسر نا سمجھی ہے ؎
قانونی مل- غلط - بالکل غلط - اس
صورت میں بھی اگر تیرنا نہ جانتا ہو-
اور یونہی دیوانوں کی طرح ہاتھ پاؤں
مارے -تو نتیجہ یہی ہوتا ہے- کہ دس
منٹ کا ڈوبتا دو ہی منٹ میں ڈوب
جاتا ہے ؎
صدر- خاموش- قانونی مل صاحب! آپ
دوسروں کو تو بات بات پر قانون اور
قاعدہ بتاتے ہیں -اور خود جوش کی
حالت میں تمام قاعدے بھول جاتے
ہیں- اب کسی کو تقریر کے دوران
میں ٹوکنا بے قاعدگی نہیں-تو کیا ہے؟
قانونی مل- جناب - میں نے کسی کو
تقریر میں نہیں ٹوکا- میں تو دل ہی

دل میں سوچ رہا تھا۔

صدر۔ اگر دل میں سوچتے ہوئے آپ کی زبان بھی ہلتی ہے۔ اور قابو میں نہیں رہ سکتی۔ تو بہتر ہے۔ آپ تنہائی میں سوچا کریں۔ کیونکہ مجلس میں اونچی آواز سے سوچنا خلاف تہذیب ہے۔

قانونی مل۔ مجھے افسوس ہے۔ میں جناب سے اور مولوی صاحب سے معافی کا خواستگار ہوں۔

صدر۔ مولوی صاحب۔ آپ اپنی تقریر ختم کریں۔

مولوی صاحب۔ مجھے کچھ اور نہیں کہنا ہے۔ صرف آپ لوگوں کو یہ بتانا ہے۔ کہ جس فاقے سے لالہ قانونی مل اس قدر خائف ہیں۔ وہ حقیقت میں صحت

کے لئے بہت ہی مفید ہے۔ چنانچہ میں بھی اکثر فاقے کیا کرتا ہوں ؛

قانونی مل۔ خوب۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ آپ ہوا کھا کر اس قدر پھول رہے ہیں ؛

صدر۔ خاموش۔ اس قسم کے ذاتی حملے جو انسانوں سے وحشیوں کے ہاں بھی معیوب ہوں۔ ہماری تہذیب برداشت نہیں کرسکتی ؛ مولوی صاحب! آپ اپنی تقریر جاری رکھیں ؛

مولوی صاحب۔ لالہ قانونی مل دنیا کے قوانین سے تو ایسی اچھی طرح واقف ہیں۔ مگر احکام مذہب سے بالکل بے خبر ہیں۔ انہیں معلوم نہیں۔ امام الدڑبہ مولوی شکم سیر صاحب اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں۔ ان کا قول ہے۔ "ایک

عیش پسند پیٹو کے لئے جو خود تو تر نوالہ کھائے اور اپنے دین کے پہرہ داروں کو سوکھے ٹکڑے کھلائے بہشت میں جانا ایسا ہی مشکل ہے۔ جیسا کہ اونٹ کے لئے ایک سوئی کے ناکے سے گزرنا ٭

مذہبی احکام جو اس قدر صریح ہوں۔ اُن کے مقابلے میں عقل و دانش برتنا یا دلیل و برہان سے کام لینا قطعی کفر ہے۔ اس لئے میں نہایت زور سے حاجی صاحب کی تجویز کی تائید کرتا ہوں۔ اور ساتھ ہی لالہ قانونی مل اور دیگر حاضرین کو واضح کرکے بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ اگر آپ میں سے کوئی بھی اس تجویز کی مخالفت کریگا۔ تو اس پر میری طرف سے کفر کا فتوے جاری ہوگا ٭

اور وہ ہمیشہ کے لئے راندۂ درگاہ ہو جائیگا۔

اس تقریر سے تمام حاضرین سناٹے میں آ گئے۔ صدر پر بھی اس کا بہت اثر ہوا۔

غریب قانونی مل کی بھی زبان بند ہو گئی۔ تھوڑی دیر بعد صدر بولے:۔

کیا آپ لوگوں کو حاجی صاحب کی تجاویز منظور ہیں؟

سب۔ میاؤں۔ میاؤں۔ یعنی منظور ہیں۔ منظور ہیں۔

حاجی صاحب کھڑے ہوئے۔ اور بولے:۔

میں تمہیں تمہارے فیصلے پر مبارکباد دیتا ہوں۔ تم نے واقعی آج اپنی قوم کی پرانی عظمت کو تازہ کیا ہے۔ اب

دنیا دیکھ لیگی - کہ بلیوں کی قوم گو ہزار ہا سال سے انسانوں کی دست نگر رہی ہے - لیکن پھر بھی ابھی تک اس میں کچھ جان باقی ہے - اور وہ پرانی ہمت جس نے کتوں کو ہمارے سامنے بھیگی بلی بنا دیا تھا - اب بھی ہم میں موجود ہے ؞

پھر بی موہنی صاحبہ کھڑی ہوئیں - اور بولیں :-

میری تجویز ہے - کہ ان تمام ریزولیوشنوں کی نقل بادشاہ سلامت کو بھیج دی جائے ؞

اس پر ایک جنگلی بلاؤ جو صورت سے گنوار لٹھ مار معلوم ہوتا تھا - کھڑا ہوا - اور موہنی کی طرف دیکھکر مسکرایا -

اور بولا :-

میں آپ کی تجویز کی بڑے ہی زور سے تائید کرتا ہوں ⁘

حاضرین - منظور - منظور ⁘

اس کے بعد صدر بولے - جلسہ برخاست - بتیاں بتے جانے کے لیئے اُٹھ کھڑے ہوئے - اتنے میں ایک بڈھا بلاؤ جس کے مُنہ میں دانت نہ پیٹ میں آنت - کھڑا ہوُا - اور بولا -

میں کچھ کہنا چاہتا ہوں ⁘

قانونی مل - آپ اب تقریر نہیں کرسکتے کیونکہ جلسے کی کارروائی ختم ہوچکی ہے ⁘

بڈھا بلاؤ - اچھا - میں تقریر نہیں کرسکتا - تو کیا صدر سے باتیں بھی نہیں کرسکتا ؟

قانونی مل - آپ نواب صاحب سے باتیں کر سکتے ہیں ٭

بڈھا بلاؤ - تو اچھا - آپ لوگ بیٹھ جائیں ٭

سب بیٹھ گئے ٭

بڈھے بلاؤ اور نواب صاحب کی گفتگو

بڈھا بلاؤ - نواب صاحب! میں پوچھتا ہوں - یہ کیا معاملہ ہے ؟

نواب - یہ کیا لغو سوال ہے - کیا آپ شروع سے یہاں موجود نہ تھے ٭

بڈھا بلاؤ - موجود تو تھا - میں نے تمام کارروائی بھی سُنی ہے - مجھے یہ بھی معلوم ہے - کہ آپ اور آپ کے دوست محل سے نہایت بے عزّت کر کے نکالے

گئے ہیں۔ لیکن میں یہ دریافت کرتا چاہتا ہوں۔ کہ یہ بے عزّتی کس وجہ سے ہوئی

نواب صاحب۔ وجہ کیا ہونی تھی۔ انسان جب ظلم کرنے پر آئے۔ تو وجہ یا سبب تلاش کرتا ہے؟

بات صرف اتنی ہوئی۔ کہ ہم حسب معمول ملکہ کے ساتھ کھانے کے کمرے میں گئے۔ بادشاہ سلامت مُنہ پھُلائے بیٹھے تھے۔ ہمیں دیکھتے ہی آگ بگولا ہو گئے۔ اور بولے۔ نکال دو ان چھوڑوں مفت خوروں کو۔ ملکہ اس پر ہنس دیں۔ بادشاہ اَور بھی خفا ہوئے۔ ملکہ سے بولے۔ تم بھی نکل جاؤ۔ وہ اُٹھ کر اپنے کمرے میں چلی گئیں۔ اُن کے

جانے کے بعد نوکروں نے چابک پکڑ ہمیں مارنا شروع کیا - اور تو سب جان بچا کر نکل آئے - میں ایک پردے کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گیا - اس کے بعد بادشاہ نے حکم دیا - کہ آیندہ اگر کوئی بلی محل میں دکھائی دے - تو اسے فوراً گولی مار دی جائے ٭

بڈھا بلاؤ - اس میں تو آپ ہی کی غلطی ہے - بہتر تو یہ تھا - کہ آپ بھی ملکہ کے ساتھ ہی کمرے سے باہر ہو جاتے ٭

نواب صاحب - لیکن پیٹ میں چوہے قلابازیاں کھا رہے تھے - کھائے بغیر باہر کیسے چلے جاتے ؟

بڈھا بلاؤ - بجا ہے - جوتے کھائے بغیر آپ کیونکر باہر نکلتے ٭

نواب صاحب - میاؤ +

بڈھا بلاؤ - نواب صاحب آپ ناراض نہ ہوں - قصور میری رائے میں آپ ہی کا ہے - اب بھی میرا خیال ہے - کہ اس سے پہلے کہ آپ ریزولیوشنوں کی کاپی بادشاہ کے پاس بھیجیں اور اُن کے غصّے کو بھڑکائیں - یا انسانوں سے قطع تعلق کریں - بہتر ہو کہ آپ معلوم کریں - کہ آیا بادشاہ کی دھمکی صرف دھمکی ہی ہے یا یہ اُن کا قطعی فیصلہ ہے - کہ ہمیں بندوق کا نشانہ بنایا جائے +

نواب صاحب - آپ کی بات کچھ سمجھ میں تو آتی ہے - لیکن یہ کیسے معلوم کیا جائے ؟

بڈھا بلاؤ۔ اس کی ترکیب یہ ہے کہ آپ میں سے کوئی ایک کھانے کے وقت محل میں جائے۔ اگر اس پر گولی چلی۔تو ہم سمجھ لیں گے۔کہ بادشاہ ظلم پر آمادہ ہے۔ ورنہ خیر ہی خیر ہے٭

نواب صاحب۔ یہ بھی ٹھیک ہے۔ لیکن سوال یہ ہے۔کہ جائے کون؟

بڈھا بلاؤ۔ تیز دنداں ۔ ناخن دراز۔ بی موہنی جس سے آپ کہیں گے۔وہ چلا جائیگا٭

تینوں۔ نہایت جلدی سے کھڑے ہوکر۔میاؤں میاؤں۔ یعنی ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں٭

بڈھا بلاؤ۔ اچھا۔ تو مولوی صاحب جو بہشت میں جانے کے بہت شائق ہیں۔

یقیناً انکار نہ کریںگے +

مولوی صاحب - استغفر اللہ - لاحول ولا قوۃ -
ہم مر جائیں گے - تو لوگوں کے دین کی
نگہداشت کون کریگا ؟

بڈھا بلاؤ - بس پھر تو حاجی صاحب ہی
رہ گئے - ان کے مرنے کا ہر ایک کو افسوس
تو ہوگا - لیکن مجبوری ہے +

حاجی صاحب - میں مرنے اور مارنے
کے سخت خلاف ہوں +

بڈھا بلاؤ - نواب صاحب - اب تو بڑی
مشکل ہے - اس صورت میں صرف یہی
ہوسکتا ہے - کہ آپ کوئی بدنصیب اجنبی
بلّی جو اس تمام واقعہ سے ناواقف ہو -
تلاش کریں - اور اسے اڈے پر چڑھائیں +

نوّاب صاحب بولے - اچھّا کوشش کرونگا +

اس کے بعد تمام بلّے بلّیاں اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہوگئے۔

دوسرے روز صبح ہی نواب صاحب بلّی کی تلاش میں نکلے۔ ان کے نصیبوں سے مانو انہیں مل گئی۔ اور لالچ نے اسے ان کے جال میں پھنسا دیا۔

مانو کا محل میں آنا اور زخمی ہونا

غرض۔ نواب صاحب اور مانو محل کی طرف روانہ ہوئے۔ محل کے قریب پہنچ کر نواب صاحب نے مانو کو ایک کھڑکی دکھائی اور بولے۔ لو بلی مانو۔ یہ کھانے کا کمرہ ہے تم کھڑکی میں سے اندر جاؤ۔ میں دربار میں جاتا ہوں۔ بادشاہ سلامت میرا انتظار کر رہے ہوں گے۔ انہیں سلام کر کے آتا ہوں۔

یہ کہہ کر نواب صاحب تو رخصت ہوئے
مانو کود کر کھڑکی میں پہنچی۔ اور پھر کمرہ
میں داخل ہوئی ؀

کمرہ شیشوں سے جگمگ جگمگ کر رہا
تھا۔ یہ جس طرف دیکھتی تھی۔ اسے بلیاں
ہی بلیاں دکھائی دیتی تھی۔ خوشی میں آکر
یہ بولی۔ میاؤں ؀

بس میاؤں کا منہ سے نکلنا تھا۔ کہ ڈز
کی آواز آئی۔ اور اسے معلوم ہوا۔ کہ اس کی
ٹانگ میں کوئی گرم سی چیز لگی ؀

اسے اور تو کچھ نہ سوجھا۔ جھٹ کھڑکی
سے کود کمرہ سے باہر آئی۔ ایک دفعہ پھر
ڈز کی آواز آئی۔ یہ بے تحاشا بھاگی۔ شہر
سے باہر نکل کر معلوم ہوا۔ کہ پچھلی ٹانگ
میں کچھ درد سا ہے۔ اس نے بیٹھ کر دیکھا

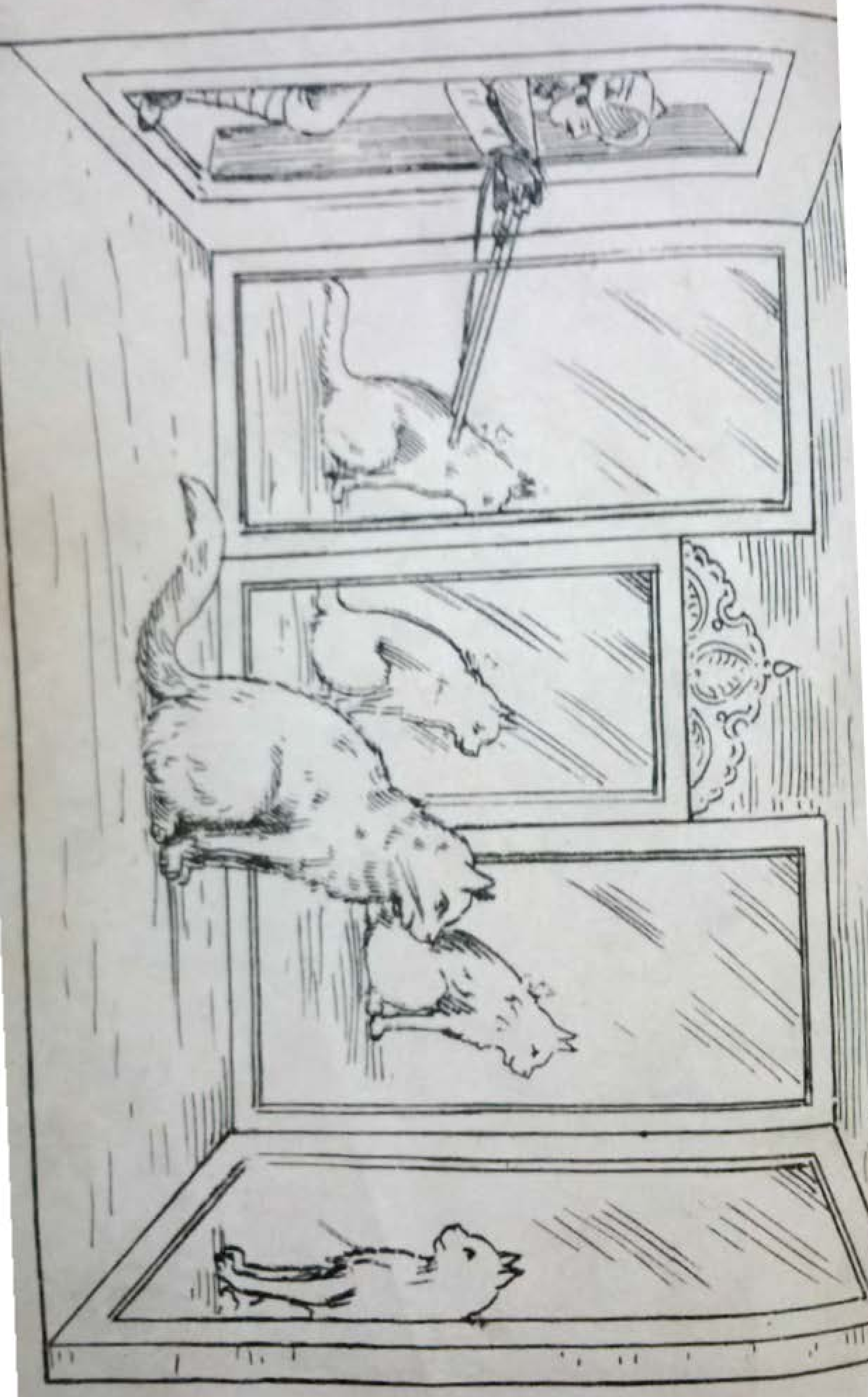

تو اس میں سے خون نکل رہا تھا۔ بس دیکھتے ہی ماؤ۔ ماؤ کہہ کر رونے لگی۔ تھوڑی دیر بعد اُٹھی اور چلی۔ لیکن پچھلی ٹانگ کام نہ دیتی تھی۔ آخر شام کے قریب رینگتی ہوئی گھر پہنچی۔ ماؤ دیکھتے ہی بولی ؛

میری مانو میری پیاری مانو۔

یہ کہہ کر اس نے گود میں اٹھا لیا ؛

مانو۔ کچھ دیر تو خُرخُر کرتی رہی۔ پھر بولی ماؤ میری ٹانگ دکھتی ہے ؛

ماؤ نے جو ٹانگیں دیکھیں تو بائیں طرف کی پچھلی ٹانگ میں خون لگ رہا تھا ؛

دیکھتے ہی رونے لگی اور بولی۔ خدا موذی کا ستیاناس کرے۔ اسے جوانی نصیب نہ ہو اس کے ہاتھ ٹوٹیں۔ جس نے میری مانو کو زخمی کیا ؛

آخر اس نے زخم دھویا۔ اور اس پر پٹی باندھی۔ کچھ دنوں بعد زخم تو اچھا ہو گیا۔ لیکن بانو عمر بھر کے لئے لنگڑی ہو گئی ؏

بہن بھائی کی گفتگو

مسعود۔ بھائی جان کیا کہانی ختم ہو گئی؟

سعید۔ جی نہیں۔ یہ بھی شیطان کی آنت تھی۔ جو کبھی ختم ہی نہ ہو گی ؏

زبیدہ۔ ہاں مسعود۔ اب کہانی ختم ہو گئی۔ تمہیں پسند آئی؟

مسعود۔ آپا۔ کہانی تو اچھی ہے۔ لیکن مجھے بلّوں کی میاؤں میاؤں اچھی نہیں لگتی ؏

سعید۔ بلیوں کی میاؤں میاؤں تو اچھی لگتی ہو گی؟

مسعود۔ ہاں۔ مجھے اس سے ڈر نہیں لگتا ؏

سعید۔ آخر کیوں نہ ہو۔ تم بھی تو ماشاء اللہ بلاؤ ہی ہو ؂

مسعود۔ بھائی جان۔ میں تو بلاؤ نہیں لڑکا ہوں ؂

سعید۔ اچھا۔ جناب لڑکے صاحب آپ اب اپنی چار پائی پر جائیں ؂

مسعود۔ اچھا بھائی جان سلام۔ آپا سلام ؂

سعید۔ کیوں آپا کہانی پسند آئی ؟

زبیدہ۔ ہاں کہانی تو اچھی ہے۔ لیکن تمہارے نواب صاحب میٹنگ کو قابو میں نہیں رکھ سکتے تھے ؂

سعید۔ بھلا بلّیوں کی موجودگی میں میٹنگ قابو میں رہے۔ یہ کیسے ممکن تھا ؂

زبیدہ۔ بلّیاں غریب تو خاموش ہی بیٹھی رہیں

سعید۔ وہ بلّیوں کی شرم۔ شرم۔ اور پھر میاؤں

میاؤں ۔ یعنی ہم جاتے ہیں ہم جاتے ہیں ۔ بھول گئیں ۔

زبیدہ ۔ تیز دندان نے بات ہی نہائت نامعقول کہی تھی ۔ میری رائے میں تو اُنہیں اُٹھ کر فوراً چلا ہی جانا چاہئے تھا ۔ میٹنگ میں ابتری تو تمہارے قانونی مل پھیلاتے تھے ۔ جو بات بات پر اعتراض کرتے تھے ۔ اور پھر بجائے صدر کو مخاطب کرنے کے مقرر سے بحث کرنے لگ جاتے تھے ۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے ۔ صرف بی موہنی نے ہی ان کی یہ بےقاعدگی ظاہر کی تھی ۔

اور ہاں یہ موہنی کی "میں" پر اس قدر شور کیوں ہوا تھا ؟

سعید ۔ ایک تو معلوم ہوتا ہے ۔ یہ مقرر اچھی تھی ۔ دوسرے میرے خیال میں ۔ یہ

واہ واہ زیادہ تر بلّوں کی طرف سے تھی۔ بلّیاں بالکل خاموش رہیں۔ بلکہ بعض تو اس سے بہت ہی جلتی تھیں۔ ایک بلا تو مجھ سے کہتا تھا۔ کہ اس کی بیوی اس سے ناراض ہی ہو گئی۔ اور کئی روز بات تک نہ کی ؂

زبیدہ۔ خوب۔ تو آپ کی بلّوں سے بھی ملاقات ہے ؂

سعید۔ ہاں ہے۔ بلکہ میں نے ان سے بہت سی باتیں بھی سیکھی ہیں ؂

زبیدہ۔ مثلاً۔

سعید۔ ایک تو یہی کہ ظاہر باطن ایک سا رکھّو۔ یہ نہیں۔ کہ دل میں تو یہ ہو۔ خدا اسے غارت کرے۔ اور زبان پر آؤ بہن۔ اچھی تو ہو۔ طبیعت دیکھ کر بہت خوشی ہوئی ؂

زبیدہ۔ بہن کی جگہ بھائی کہئے۔ تو شاید صحیح

تھا۔ یہ تصنع مردوں میں ہے۔ عورتوں میں نہیں۔ چنانچہ جھوٹوں کا بادشاہ تو بھی کہتے ہیں۔ جھوٹوں کی ملکہ کبھی سننے میں نہیں آئی

سعید۔ جی بجا ہے۔

فتنی بھی تو مردوں ہی کو کہتے ہیں ؛

زبیدہ۔ اچھا۔ بھئی اب نیند آئی ہے۔ میں تو سوتی ہوں۔ لیکن خدا کے لئے رات کو میاؤں میاؤں نہ کیجئیگا۔ مسعود ڈر جائیگا۔ اور سچ پوچھو۔ تو اس میاؤں میاؤں سے مجھے بھی وحشت ہوتی ہے ؛

سعید۔ میاؤں۔

زبیدہ۔ نواب صاحب معاف کیجیئیگا۔ گستاخی ہوئی۔ آئندہ ایسا نہ کہوں گی ؛

فرہنگ میاؤں میاؤں

صفحہ	لغت	معنی	صفحہ	لغت	معنی
۱	نگوڑے	موئے۔ نکمے	۱۵	غرّا کر	غصے کی آواز
۳	کچھار	شیر کا گھر			سے بول کر
۳	ماحصل	اصل مطلب	۱۵	نائب	ماتحت افسر
۵	اوجھل ہو جانا	دور ہو جانا	۱۵	منہ میں پانی	جی للچایا
۶	دم ناک میں	بہت تنگ		بھر آیا	
	کرنا	کرنا	۱۶	اسامی	جگہ۔ عہدہ
۷	بجا	ٹھیک	۱۹	چوری چکاری	چیزیں چرا
۹	بل	سوراخ		کرنا	لینا
۱۰	مجال	طاقت	۲۰	منہ چڑانا	منہ کو ٹیڑھا
۱۱	موش کش	چوہے مارنے			بنا کر چھیڑنا
		والا	۲۰	اپنا سا منہ	شرمندہ
۱۱	معاون	مددگار		لے کر رہ جانا	ہو جانا
۱۳	دیکھ بھال	جانچ پڑتال	۲۰	مالا	منکوں کا ہار

صفحہ	لفظ	معنی	صفحہ	لفظ	معنی
٢١	غرض	مطلب	٣٠	رجب	مسلمانوں
٢١	پرمیشور	خدا			کے ساتویں
٢١	بھوجن	کھانا			مہینے کا نام
٢١	برت	روزہ	٣١	کاسہ	بھیک کا پیالہ
٢١	چکمے	دھوکے	٣٢	ٹھیس	صدمہ۔ ٹھوکر
٢٢	آسن جمانا	جم کر بیٹھنا	٣٢	مونڈی کاٹا	موا
٢٢	ہوا ہوجانا	بہت تیز	٣٢	موندنا	بند کرنا۔ میچنا
		بھاگنا	٣٥	تھرّانا	کانپنا
٢٣	بھگت	نیک۔ پرہیزگار	٣٥	الٹی میٹم	لڑائی کا
٢٦	خودداری	عزت			اعلان
٢٦	کوفتہ	گول کباب	٣٦	ہرجانہ	نقصان کی
٢٧	سجیلے	خوب صورت			قیمت
		بانکے	٣٦	راشی	رشوت لینے
٢٥	غیرت مند	شرم والا			والا
٢٥	دنیا آنکھوں	غم کے سبب	٣٧	ایلچی	پیغام لے
	میں اندھیر ہونا	کچھ نہ سوجھنا			جانے والا

صفحہ	لفظ	معنی	صفحہ	لفظ	معنی
۳۷	چہرے پر ہوائیاں اُڑنا	ڈر کے مارے رنگ زرد ہونا	۵۰	وضو کرنا	نماز پڑھنے کے لئے منہ ہاتھ۔ پاؤں وغیرہ دھونا
۳۷	ہراول	فوج کا اگلا حصہ	۵۰	انگڑائی لینا	تھکن اتارنے کے لئے ہاتھوں کو سر کی طرف لے جانا۔ اور جسم کو تاننا
۴۰	گتھم گتھا ہو گئے	ایک دوسرے سے لپٹ گئے			
۴۱	میدان مارنا	فتح حاصل کرنا			
۴۲	تعاقب	پیچھا			
۴۵	کنیز	لونڈی	۵۲	دبیل	دبنے والا ماتحت
۴۷	قاضی	نکاح پڑھانے والا	۵۲	چوٹ	وار
۴۸	چہیتی	پیاری	۵۴	طمع	لالچ
۴۸	منہ نہ لگانا	پروا نہ کرنا	۵۴	آنچ	سینک
۴۹	جان جوکھوں میں ڈالنا	جان خطرے میں ڈالنا	۵۵	پروردہ	پالا ہوا
			۵۶	جز بز ہونا	غصے ہونا

صفحہ	لفظ	معنی	صفحہ	لفظ	معنی
۵۶	دلداری	تسلی	۶۱	صدر جلسہ	پردھان
۵۶	حوالی موالی	دوست۔ یار	۶۱	تائید ہونا	حمایت ہونا
۵۶	بھانا	پسند آنا	۶۲	بادِ صحرائی	جنگل کی ہوا
۵۶	کھل جانا	ہنس پڑنا			بگولا
۵۷	بھرے ہوئے	غصے میں	۶۳	افراط	زیادتی
۵۷	حسبِ معمول	روز کی طرح	۶۳	ناواقف	بے خبر
۵۸	بحال ہونا	کھوئی ہوئی	۶۳	طوق	حلقہ
		نوکری دوبارہ	۶۴	آنکھ بھر کر	غور سے
		لینا		دیکھنا	دیکھنا
۵۸	پیشاب خطا	ڈر سے پیشاب	۶۵	فطری	قدرتی
	ہونا	نکل جانا	۶۵	اشرف المخلوقات	جتنی چیزیں
۵۹	نعمت	مزے دار			پیدا کی گئی
		چیز			ہیں۔ ان
۶۰	نوٹس	اطلاع			سب میں
۶۰	طرزِ عمل	طور طریقہ			بڑا
۶۰	اعتراض	انکار۔ حجت	۶۵	جائز حقوق	مناسب حق

صفحہ	لفظ	معنی	صفحہ	لفظ	معنی
۶۵	نفسانی	دل کی	۷۲	فنون لطیفہ	شعر کہنے۔ گانے بجانے تصویریں بنانے اور سنگ تراشی کے ہنر
۶۵	غصب کرنا	چھین لینا			
۶۶	خلاف تہذیب	شرافت سے دُور			
۶۶	منظور نظر	پیارا			
۶۷	خِلقت	پیدائش			
۶۷	ارتقا	نسل کے درجہ بدرجہ بڑھنے کا علم	۷۲	شائق	شوقین
			۷۴	نقصان دہ	نقصان پہنچانے والا
۶۸	عالمانہ	علم سے بھری ہوئی	۷۴	محسوس کرلینا	خیال میں لانا
۶۹	موضوع	مضمون	۷۵	کم عقل	بے وقوف
۶۹	عام فہم	آسان	۷۵	کج فہم	الٹی سمجھ والا
۷۰	پاداش	سزا۔ بدلہ			
۷۱	وزارت	انتظام کا محکمہ	۷۵	تفریق	فرق
۷۲	انداز	طور طریقہ	۷۶	ناکارہ	نکما

صفحہ	لفظ	معنی
۷۶	نِکھٹّو	جو کماؤ نہ ہو
۷۶	محروم	خالی
۷۶	زیرکی	عقل
۷۶	چار دانگ	چار کھونٹ۔ دنیا
۷۶	ترمیم	تبدیلی
۷۸	ترمیم شدہ	بدلا ہُوا
۷۸	قابلیت	لیاقت
۷۸	اعتراف	اقرار
۷۸	دِھینگا مشتی	لڑائی
۷۹	نیچا دکھانا	شکست دینا
۸۰	بٹ جانا	تقسیم ہو جانا
۸۰	نگہداشت	دیکھ بھال
۸۰	جدوجہد	کوشش
۸۱	ووٹ	رائے
۸۴	کلہ بکلہ	آمنے سامنے

صفحہ	لفظ	معنی
	گفتگو کرنا	ہو کر بات کرنا
۸۶	عرضداشت	عرضی
۸۸	منصفانہ	انصاف کا
۸۸	معقول	ٹھیک
۸۸	توپ تفنگ	توپ اور بندوق وغیرہ
۸۹	آلات جنگ	لڑائی کے ہتھیار
۸۹	فن حرب	لڑائی کا ہنر
۸۹	آب دوز کشتی	سمندر کے نیچے چلنے والی جنگی کشتی
۸۹	تارپیڈو	جہازوں کو اڑانے والا کشتی نما آلہ

صفحہ	لفظ	معنی	صفحہ	لفظ	معنی
۸۹	ایروپلین	ہوائی جہاز	۹۹	میزان	ترازو
۸۹	کار آمد	فائدہ مند	۹۹	پورا اترنا	دوست ہونا
۹۰	تقلید کرنا	پیروی کرنا	۹۹	دانش	عقل
۹۱	قطع تعلق	ملنا برتنا	۱۰۰	دوران	درمیان
		چھوڑ دینا	۱۰۱	خواستگار	مانگنے والا
۹۱	بے کھٹکے	بے دھڑک	۱۰۱	خائف	ڈرنے والا
		بے خوف	۱۰۲	احکام مذاہب	مذہب کے
۹۱	نعمت خانہ	باورچی خانہ			اصول
۹۲	خورد و نوش	کھانا پینا	۱۰۳	صریح	صاف۔ ظاہر
۹۲	تہ و بالا	الٹ پلٹ	۱۰۳	دلیل برہان	ثبوت اور
۹۳	خیرباد کہنا	چھوڑ دینا			دلیل
۹۴	ثقیل	بوجھل	۱۰۳	قطعی	بالکل
۹۷	ہم جنس	ایک ہی	۱۰۳	کفر	خدا کو نہ
		نسل کا			ماننا
۹۸	فراغت	آرام	۱۰۳	واضح	ظاہر
۹۸	دندنانا	عیش کرنا	۱۰۴	سناٹے میں آنا	ہکا بکا رہنا

صفحہ	لغظ	معنی
۱۰۵	دست نگر	حاجت مند
۱۰۵	بھیگی بلی	مسکین غریب
۱۰۸	منہ پھلانا	غصے ہونا
۱۰۸	چٹورا	کھاؤ۔ اڑاؤ
۱۰۸	مفت خورا	بغیر دام خرچ کئے کھانے والا
۱۰۹	پیٹ میں چوہے قلابازیاں کھا رہے تھے	سخت بھوک لگی ہوئی تھی
۱۱۰	قطعی فیصلہ	اٹل فیصلہ
۱۱۱	آمادہ	تیار
۱۱۲	استغفر اللہ	خدا کی پناہ
۱۱۲	لاحول ولا قوۃ	نفرت ظاہر کرنے کے موقع پر بولتے ہیں

صفحہ	لفظ	معنی
۱۱۲	اڈے پر چڑھنا	راضی کرنا
۱۱۵	رینگتی ہوئی	گھسٹتی ہوئی
۱۱۵	موذی	ظالم
۱۱۶	شیطان کی آنت	بہت لمبی
۱۱۷	ماشاء اللہ	اللہ رکھے
۱۱۸	ابتری	بدانتظامی
۱۱۸	اعتراض کرنا	نقص نکالنا
۱۱۸	مخاطب کرنا	کسی سے بات کرنا
۱۱۸	مقرر	تقریر کرنے والا
۱۲۰	تصنع	بناوٹ۔ دکھاوا
۱۲۰	فتنی	فساد ڈالنے والی
۱۲۰	وحشت ہوتی ہے	ڈر لگتا ہے

مرکنٹائل پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند پروپرائٹر چھپا
اور دار الاشاعت پنجاب لاہور نے شائع کیا